عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

نیک عورت کے فضائل ومناقب

جلد: ۳۷ | ۱۶ تا ۲۲ شوال ۱۴۳۹ھ مطابق یکم تا ۷ جولائی ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۲۵

اسوۂ رسولؐ اور اُمتِ مسلمہ کی آزمائش

علمائ اپنے آپ کو دین کے لیے وقف کردیں

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
صاحب سے خصوصی گفتگو

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

صدقۃ الفطر

س:...... پوچھنا یہ ہے کہ میرے گھر میں پانچ افراد ہیں، دو ہم میاں بیوی اور تین چھوٹے بچے، تو آیا میں ان تمام افراد کا صدقۂ فطر کسی ایک فرد (غریب) کو دے سکتا ہوں یا کئی افراد کو الگ الگ دینا ضروری ہے؟

ج:...... جی ہاں! آپ کسی ایک مستحق زکوٰۃ شخص کو مذکورہ افراد کا صدقۂ فطر دے سکتے ہیں، الگ الگ کئی افراد کو دینا ضروری نہیں۔

س:...... کیا سید کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... واضح رہے کہ صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں، لہٰذا جس طرح سید کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، اسی طرح ان کو صدقہ فطر دینا بھی درست نہیں۔

س:...... میری بہن بہت غریب ہے تو کیا میں ان کو زکوٰۃ، صدقۂ فطر وغیرہ دے سکتا ہوں یا نہیں؟

ج:...... جی ہاں! اگر آپ کی بہن صاحب نصاب نہیں ہے تو آپ اس کو زکوٰۃ، صدقۂ فطر دے سکتے ہیں (صاحب نصاب سے مراد یہ ہے کہ جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے بقدر نقد رقم یا مال تجارت وغیرہ موجود ہو)۔

س:...... کیا شوال کے چھ روزوں کا ثبوت قرآن وسنت سے ہے؟

ج:...... قرآن کریم میں اگرچہ اس کا ذکر نہیں ہے، لیکن حدیث میں اس کا ثبوت ہے، اس لئے بلاوجہ اس کا انکار کرنا درست نہیں۔

س:...... کیا شادی کے موقع پر لڑکی والوں کا لڑکے والوں سے شادی کے اخراجات کی مد میں کچھ رقم کا مطالبہ کرنا جائز ہے؟ ہمارے یہاں اس قسم کا رواج ہے۔

ج:...... لڑکی والوں کا اس طرح سے رقم کا مطالبہ کرنا شرعاً جائز نہیں بلکہ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق ناجائز اور حرام ہے اور اگر کوئی لے چکا ہو تو اس پر ایسی رقم کی واپسی ضروری ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

”ومن السحت ما یأخذہ الصھر من الختن بسبب بنتہ بطیب نفسہ حتی لو کان طلبہ یرجع الختن بہ۔“ (رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ص:۵/۴۲۴)

س:...... عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی لیکن اگر کوئی اذان دے یا اقامت کہہ دیں تو کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟

ج:...... ان مواقع پر اذان یا اقامت وغیرہ شروع نہیں، اس لئے ان مواقع پر اذان دینا یا اقامت کہنا درست نہیں، سنن نسائی میں ہے:

”عن جابرؓ قال صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی عید قبل الخطبۃ بغیر اذان ولا اقامۃ۔“ (سنن نسائی، ص: ۱/۲۳۲، کتاب العیدین، باب ترک الاذان)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بغیر اذان اور بغیر اقامت کے عید کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد خطبہ دیا۔“

”لایسن (ای الاذان) لغیرھا کعید۔“ (الدر المختار، ص: ۱/۳۸۵، کتاب الصلوٰۃ باب الاذان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ولیس بغیر الصلوات الخمس والجمعۃ نحو السنن والوتر، والتطوعات والتراویح والعیدین اذان ولا اقامۃ۔“ (فتاویٰ عالمگیری، ص: ۱/۵۳، کتاب الصلوٰۃ الباب الثانی فی الاذان)

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

جلد: ۳۷ | ۱۶ تا ۲۲ رشوال المکرم ۱۴۳۹ھ مطابق یکم تا ۷ رجولائی ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۲۵

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

شیخ الحدیث صوفی محمد سرور کی رحلت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسوۂ رسول اور امت مسلمہ کی آزمائش	۹	حافظ محمد ادریس
نیک عورت کے فضائل و مناقب	۱۲	مولانا محمد اسلم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ	۱۶	انٹرویو: عظمت علی رحمانی
دین اسلام ہی امن کا گہوارہ	۲۰	جاوید اختر ندوی
قرآن کریم کا ایجنڈا اور سماج کی مزاحمت	۲۲	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
ٹیکنیکل مناظرہ	۲۵	خالد محمود (سابق یونیکل لندن)
نزول عیسیٰ علیہ السلام (۲۵)	۲۷	حافظ عبیداللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

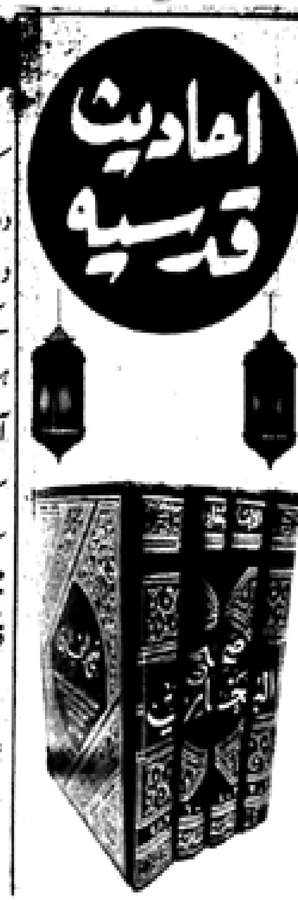

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلویؒ

معاملات اور اُس کے متعلقات

حدیث قدسی ۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: دو شریکوں میں تیسرا میں شریک ہوتا ہوں بشرطیکہ ایک شریک دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کرے، مگر جب ایک شریک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے نکل جاتا ہوں اور شیطان آجاتا ہے۔ (ابوداؤد، رزین) کاروبار میں دو آدمی شریک ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوجاتا ہوں۔ (رزین) مگر جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں علیحدہ ہوجاتا ہوں۔ رزین کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ اور شیطان آجاتا ہے، ابوداؤد میں شیطان کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث قدسی ۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن میں جھگڑا کروں گا۔ ایک وہ شخص جس نے میرے نام کے ساتھ عہد کیا، پھر عہد شکنی اور غدر کیا۔ دوسرا وہ شخص ہے جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کرکے اس کی قیمت کو کھالیا۔ تیسرا وہ شخص جس نے ایک مزدور کو مزدوری پر لگایا اور اس سے پوری محنت اور پورا کام لیا، پھر اس کی مزدوری اس کو نہیں دی۔ (بخاری) خدا کے نام کے ساتھ عہد کیا، جیسے کہا کرتے ہیں: میں خدا کو درمیان میں رکھتا ہوں یا خدا کو گواہ کرکے یہ وعدہ کرتا ہوں۔

حدیث قدسی ۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کوئی اچھا عمل نہیں کیا تھا، صرف لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور جب اپنے آدمی کو تقاضے کے لئے بھیجا کرتا تھا تو اس کو یہ ہدایت کردیا کرتا تھا کہ جو آسانی سے وصول ہوجائے وہ لے لیجیو اور جس کو وصولی مشکل ہو اس کو چھوڑ دیجیو اور درگزر کیجیو، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر کرے۔ جب اس شخص کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے کوئی نیک کام نہیں کیا، البتہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، میرا ایک لڑکا ملازم تھا اور جب میں تقاضے کے لئے اس کو بھیجتا تو کہہ دیا کرتا تھا کہ جس کو ادا کرنا آسان ہو اس سے لے لیجیو اور تنگدست سے درگزر کر دیجیو شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھ سے درگزر کیا۔ (نسائی، ابن حبان، حاکم، ابونعیم) چونکہ قرض دے کر قرض کی وصولی میں نرم برتاؤ کرنے کا عادی تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بندے سے درگزر فرمادیا۔

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

مردوں اور عورتوں کی نماز کے اندر فرق

س:......کیا احناف کے نزدیک مردوں اور عورتوں کے طریقہ نماز میں فرق ہے؟ (گزشتہ سے پیوستہ)

☆......عورتوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے نہیں رکھنے چاہئیں بلکہ دونوں پیر سیدھی طرف نکال کر، پچھلا حصہ زمین پر رکھ کر، خوب سمٹ کر اور دب کر پیٹ کو رانوں سے ملا کر دونوں بازوؤں کو جسم سے چمٹا کر سجدہ کرنا چاہئے۔

☆......قعدے میں بیٹھتے وقت عورتوں کو دونوں پیر سیدھی طرف نکال کر جسم کے پچھلے حصے کو زمین پر رکھ کر بیٹھنا چاہئے، دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی رکھ کر ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا چاہئے۔

☆......عورت مردوں کی امامت نہیں کرسکتی جبکہ مرد عورتوں کی امامت کرسکتا ہے۔

☆......عورت کی اپنی جماعت کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے جبکہ مردوں کی جماعت واجب ہے۔

☆......اگر عورتیں جماعت کریں تو امام بیچ میں کھڑی ہو جبکہ مردوں کا امام جماعت کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔

☆......عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے، ان کا گھروں میں اکیلے نماز پڑھنا افضل ہے۔

☆......مردوں کی جماعت میں عورتیں مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں۔

☆......عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں، وہ ظہر کی نماز پڑھیں۔

☆......عورتوں پر عیدین کی نماز واجب نہیں۔

☆......عورتوں کو ہر نماز میں قرأت خاموشی سے بغیر آواز کے کرنی چاہئے۔

☆......عورتیں اذان نہ دیں۔

☆......عورتیں مسجد میں اعتکاف نہ کریں۔

س:......احناف کے نزدیک باجماعت نماز کے دوران مقتدی کہاں کہاں خاموش رہے؟

ج:......باجماعت نماز کے دوران مقتدی صرف قرأت کے دوران چاہے جہری نماز ہو یا سری اسے آواز پہنچ رہی ہو یا نہیں خاموش رہے گا۔ بقیہ رکوع، سجود اور قعدے میں اُس جگہ کے اذکار پڑھے گا نیز وتر کی جماعت میں دعائے قنوت پڑھے جانے کے موقع پر دعائے قنوت بھی پڑھے گا۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

شیخ الحدیث صوفی محمد سرورؒ کی رحلت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا مفتی محمد حسن قدس سرہ کے خلیفہ مجاز، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے تلمیذ، ہزاروں علماء کرام کے شیخ و مربی حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب اس دنیا کے رنگ و بو میں پچاسی بہاریں دیکھ کر ۲۹ رشعبان ۱۴۳۹ھ، مطابق ۱۵ رمئی ۲۰۱۸ء بروز منگل راہی آخرت ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. ان للّٰہ مااخذ ولہ ما اعطٰی و کل شیء عندہ باجل مسمّٰی۔

تھوڑے ہی عرصہ میں ہندو پاک کے کئی اکابر اور بزرگ اس دنیا سے رخصت ہوئے، مثلاً حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی قدس سرہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد سالم قاسمیؒ رئیس و مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا (وقف) ۱۴ راپریل ۲۰۱۸ء، حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ کے صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری ۲۲ راپریل ۲۰۱۸ء، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی قدس سرہ کے صاحبزادہ اور حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے نواسہ، دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن کامران بلاک کے مہتمم حضرت مولانا مشرف علی تھانویؒ ۳۰ راپریل ۲۰۱۸ء مدینہ طیبہ میں وصال فرماگئے۔ مولانا قاری منظور الحق لاوہ تلہ گنگ ۴ رمئی ۲۰۱۸ء، پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفورؒ ٹیکسلا ۱۸ رمئی ۲۰۱۸ء راہی عالم آخرت ہوئے۔ لگتا یوں ہے کہ موت نے قیمتی انسانوں کو اس دنیا سے لے جانے کا تہیہ کرلیا ہے اور یہ قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”ان اللّٰہ لایقبض بالعلم انتزاعاً ینتزعہ من قلوب العباد ولکن یقبضہ بقبض العلماء. حتی اذا لم یبق عالماً اتخذالناس رؤساً جھالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔“

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ اس علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ بندوں کے سینوں سے چھین لے بلکہ قبض علم کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اٹھاتا رہے گا، یہاں تک کہ جب ایک عالم بھی باقی نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے سوالات ہوں گے وہ بغیر جانے بوجھے فتوٰی دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”یذھب الصالحون الاول فالاول، ویبقٰی حفالہ کحفالۃ الشعیر اوالتمر لایبالیھم اللّٰہ بالۃ۔“

ترجمہ: ”نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائیں گے اور (انسانیت کی) تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی، جیسا کہ ردّی، جَو اور کھجور رہ جاتے ہیں، حق تعالیٰ ان کی کوئی پروا نہیں کرے گا۔“

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

’’جس طرح انسانوں کی جسمانی صحت نسلاً بعد نسل کمزور ہوتی جارہی ہے، اسی طرح اخلاقی صحت بھی دن بدن روبہ زوال ہے، آج کل عام طور پر انسان، انسان نہیں، انسانیت کی چلتی پھرتی لاشیں ہیں، جو حیات مستعار کا بار کندھوں پر اٹھائے پھر رہی ہیں اور فضائے بسیط کو اپنے تعفن سے مسموم کررہی ہے۔

نیستند آدم خلاف آدم اند

ایں بہائم در غلاف آدم اند

اجل مسمّٰی (موت) کا ہاتھ انسانیت کے دسترخوان سے قیمتی دانوں کو بتدریج اٹھاتا جارہا ہے اور اب انسانیت کی ڈھیر میں خال خال حضرات ایسے نظر آتے ہیں جو انسانیت کے اخلاقی جوہر کے امین ہوں، جن کے علم پر اعتماد کیا جاسکے، جن کا عمل امت کے لئے نمونہ بنے اور جن کے سیرت و کردار کو دیکھ کر انسانی سیرت کی نوک پلک درست کی جائے۔

ان اکابر کے سانحۂ ارتحال کا ایک المناک پہلو یہ ہے کہ امت ان فیوض و برکات سے محروم ہوجاتی ہے جن کا تعلق ان کی ذات سے ہوتا ہے، ان کی دعائے نیم شبی، بارگاہ خداوندی میں ان کی گریہ وزاری، پوری امت کے لئے ان کا سراپا سوز و گداز، اصلاح امت کی فکر اور لگن، یہ چیزیں ان کی ذات کے ساتھ ہی رخصت ہوجاتی ہیں اور امت کے لئے اس نقصان کی کوئی تلافی ناممکن ہوجاتی ہے۔

علاوہ ازیں ہر بزرگ کے ساتھ تعلق مع اللہ کی ایک نسبت قائم ہوتی ہے، جو امت میں قبول حق کی ایک خاص استعداد پیدا کرتی ہے، اس نسبت کے ختم ہوجانے کے بعد قبول حق کی استعداد کا رنگ وہ نہیں رہتا ہے جو پہلے تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی صحبت و معیت کی وجہ سے ایمان و یقین کا جو نقشہ تھا نزول وحی کے مشاہدہ سے جو کیفیت حاصل ہوتی تھی، جبریل علیہ السلام کی آمد سے جو ملکوتی اثرات قلوب پر نازل ہوتے تھے اور اس کی وجہ سے تعلق مع اللہ کی جو نسبت قائم ہوتی تھی دور نبوت کے بعد اسے آخر کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے؟ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’وما نفضنا ایدینا من التراب الا انکرنا قلوبنا۔‘‘

ترجمہ: ’’ہم ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ بھی نہ ہو پائے تھے کہ ہمارے قلوب کی وہ کیفیت باقی نہ رہی۔‘‘

غروب آفتاب کے بعد آپ روشنی کے ہزاروں وسائل جمع کرلیں، مگر وہ روشنی اور حرارت جو وجودِ آفتاب سے حاصل ہوتی ہے، کسی طرح حاصل نہیں ہوسکتی، اسی طرح خلافت راشدہ کے چاروں ادوار میں نسبت مع اللہ کا رنگ بدلتا رہا، دور صدیقی کی برکات کبھی واپس نہ آسکیں نہ دور فاروقی کی نسبت کو واپس لیا جاسکا۔

فرض کیجئے ایک مکان میں بے شمار قمقمے روشن ہیں، جو اپنی تابانی اور ضیاپاشی میں مختلف ہیں، اگر ان کو یکے بعد دیگرے گل کردیا جائے تو تدریجاً روشنی مدہم ہوتے ہوتے یکسر ختم ہوجائے گی اور پورے ماحول پر تاریکی کے مہیب سائے منڈلانے لگیں گے، اسی طرح اہل اللہ کا وجود اس کائنات کے لئے رشد و ہدایت کی قندیل ہے، جوں جوں اہل اللہ اس عالم سے روپوش ہوتے جارہے ہیں، ہدایت کا نور مدہم پڑتا جارہا ہے اور آہستہ آہستہ یہ کائنات کفر و ضلالت کی تاریکیوں کی لپیٹ میں آتی جارہی ہے اور قلوب سے نور یقین گھٹتا جارہا ہے اور جب رشد و ہدایت کی ایک بھی شمع باقی نہیں رہے گی اور ہر چہار جانب سے

تاریکی چھاجائے گی تو اس عالم کی بساط کو لپیٹ دیا جائے گا۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

’’لاتقوم الساعة حتی یقال فی الارض اللّٰہ، اللّٰہ لاتقوم الساعة الا علی شرار الخلق۔‘‘

ترجمہ:’’قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا ہے۔ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب کہ صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے۔‘‘

حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ آغازِ جوانی سے ہی متبع سنت، شریعت کے پابند، گناہوں سے کوسوں دور، عابد، زاہد اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت رکھنے والے اور تارک عن الدنیا رہے۔ ہمیشہ انہوں نے اپنے آپ کو دین کے لئے ہی وقف رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ علماء کا ہر حلقہ اور ہر جماعت آپ سے محبت کرتی اور آپ کو اپنا سرپرست اور بزرگ تسلیم کرتی تھی، درس وتدریس کے ساتھ ساتھ آپ کو تصنیف وتالیف سے بھی شغف رہا، آپ کی کئی کتابیں طبع ہوکر حلقہ اہل علم میں سندِ قبولیت اور درجہ محبوبیت پاچکی ہیں۔

حضرت صوفی صاحب کی پیدائش چوہدری محمد رمضان کے ہاں ۷/ستمبر۱۹۳۳ء کو راجن پور میں ہوئی۔ ابتدائی دینی تعلیم گھر پر ہوئی، میٹرک کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۴ء میں دورۂ حدیث کرکے سندِ فراغت حاصل کی۔ ایک سال تکمیل میں لگایا، تکمیل کے بعد دوسال جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور میں تدریس کی۔ اس کے بعد جامعہ خیرالمدارس ملتان میں حضرت مولانا خیرمحمد جالندھری قدس سرہ سے دورۂ حدیث دوبارہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ فنون کی کتابیں بھی پڑھاتے رہے۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا میں تدریس فرماتے رہے۔ ۱۹۷۰ء سے آخر دم تک جامعہ اشرفیہ لاہور سے وابستہ رہے۔

آپ نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے اپنے متعلقین، مسترشدین، خلفاء اپنے تلامذہ اور عامہ مسلمین کو ایک مجمع عام میں پُرمغز وپُراثر خصوصی نصائح ارشاد فرمائیں، افادۂ عام کی غرض سے انہیں بھی کسی قدر حک واضافہ کے بعد ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے:

’’بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وخاتم النبیین وعلی آلہ وازواجہ واصحابہ واتباعہم اجمعین۔

میں اپنے خلفاء کو خصوصاً اور سب مسلمانوں کو عموماً محبت سے تاکیداً عرض کرتا ہوں کہ: سب سے پہلے اپنے عقائد کو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کے مطابق رکھنا۔ ضرورت کے مطابق علم دین حاصل کرنا۔ اگر پہلے ضروریات دین کا علم حاصل نہیں کیا ہے تو حاصل کیجئے، اگر حاصل کرلیا ہے تو عمل کیجئے۔ زندگی بھر اپنے باطن کی اصلاح کی فکر رکھنا۔ یہ مت سوچنا کہ خلیفہ بن چکا ہوں، اب مجھے ضرورت نہیں یا میں اصلاح یافتہ ہوچکا ہوں، بلکہ ساری زندگی اس بات کا دھیان رہے کہ بُرے اخلاق مثلاً: تکبر، حسد، غیبت، حب مال، حب جاہ، حب دنیا اور ریاکاری وغیرہ کہیں ابھرنے نہ پائیں اور اچھے اخلاق جیسے محبتِ الٰہیہ، اخلاص، صبر، شکر، توکل وغیرہ کہیں دبنے نہ پائیں، یعنی ہم کسی وقت ان عالی اخلاق سے خالی نہ ہوں۔ ساری زندگی اس طرف دھیان رکھنے اور عملی طور پر کوشش کرنے کا نام اصلاح یافتہ ہونا ہے۔ اس کا پتہ تو موت کے وقت ہی لگ سکتا ہے، اس لئے کوئی اپنے آپ کو اصلاح یافتہ نہیں سمجھ سکتا۔ علماء وطلبا درس وتدریس میں مغرور کبھی نہ ہوں، شکر بجالائیں، اہل اللہ کی خدمت، صحبت اور زیارت کو رغبت وشوق سے اپنانا۔ (اپنے اکابر خصوصاً) حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے ذوق کے مطابق دین کا کام کرتے رہنا۔ جماعت کی نماز کو بلاعذر مستقل کبھی نہ چھوڑنا۔ چار انگل سے کم داڑھی کبھی نہ کاٹنا۔ کھڑے ہونے کی حالت میں، رکوع کی حالت میں، چلنے کی حالت میں شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے کبھی نہ رکھنا۔ معاملات، لین دین میں کبھی کسی کا پیسہ نہ

مارنا۔ کسی کو بُرا کہا ہو یا غیبت کی ہو یا مارا پیٹا ہو تو جلدی معافی مانگ لینا۔ اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھنا۔ اختلافی مسائل میں احتیاط پر عمل کرنا۔ سب گناہوں سے توبہ کرتے رہنا۔ اہل حقوق کو ان کے حقوق ادا کرنا۔ لڑنے جھگڑنے سے مکمل پرہیز کرنا۔ غیر محرم عورتوں سے بلا وجہ غیر ضروری تعلقات نہ رکھنا۔ غیر شرعی اور غیر قانونی کاموں کے کرنے سے ہمیشہ بچنا۔ اپنے مسلک کو چھوڑنا نہیں، دوسرے کے مسلک کو چھیڑنا نہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلک میں سے اسی طرح چاروں سلسلوں چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور قادریہ میں سے کسی ایک کی ایسے انداز میں تعریف کرنا کہ جس سے دوسرے کی تذلیل ہو، بلکہ اس طرح کہنے سے بھی بچا جائے کہ ہمارا مسلک و مشرب ہی اچھا ہے۔ شہوت اور غصہ کے تقاضے پر ناجائز امر نہ کرنا۔ جلد بازی سے بچنا۔ مشورہ کر کے کام کرنا۔ امت میں ہمیشہ جوڑنے کا کام کرنا، انتشار اور فتنہ والے امور سے بہت بچنا۔ ختم نبوت کے کام کے ساتھ ہمیشہ جڑے رہنا۔ تبلیغ کے کام کے ساتھ جڑنا، تبلیغی حضرات کی ہمیشہ نصرت کرنے کی ہمت کرنا۔ غیبتوں کے کرنے، سننے سے بہت بچنا۔ حسد اور ریا کاری نے بہت لوگوں کو تباہ کر دیا ہے، بلکہ اکثر امت ان دونوں گناہوں کی وجہ سے بربادی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہمیشہ ان دونوں گناہوں سے خاص طور سے ہوشیار رہنا۔ اپنی رائے پر جمود کبھی نہ رکھنا، اور اپنی رائے کو کبھی حرف آخر نہ سمجھنا۔ مہمان نوازی، صدقہ نافلہ، خیرات، ہدایا، تحفے، سخاوت جیسے نیک کاموں، نیک اعمال کو اپنے عمل میں رواں رکھنا۔ زندگی بھر حق تعالیٰ کا شکر ہی شکر ادا کرتے رہنا۔ مصیبت والے دنوں میں عافیت کی طلب میں کمی نہ کرنا، جب خدانخواستہ کوئی مصیبت آجائے تو صبر و استقامت سے کام لینا۔ غصہ اور سخت مزاجی کو بدل کر نرمی اور ضبط و تحمل کو عادت بنانا۔ موت کا ہر وقت خیال رکھنا۔ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا، نیکی ہو جائے تو شکر بجالانا، گناہ ہو جائے تو سچی توبہ میں دیر نہ کرنا۔ سچ بولنے اور رزق حلال کو مستقل اپنانا۔ بیوی پر ظلم و زیادتی، بلا وجہ ڈانٹ ڈپٹ، سخت گیری سے بہت دور رہنا۔ معاشرہ میں اچھے سے اچھا کردار ادا کرنا۔ کبھی کسی سے متعلق بُری رائے قائم نہ کرنا۔ کسی کے معاملات میں اول تو دخل نہ دینا، اگر دینا ہو تو شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا۔ دینی بات یا واقعات نقل کرنے میں مبالغہ نہ کرنا۔ کسی کے عیب تلاش نہ کرنا، بلکہ ہر ایک کے عیب پر پردہ ڈالے رکھنا۔ روزانہ تلاوت قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ معمول رکھنا۔ درود پاک کی کوشش کیجئے کہ روزانہ ایک ہزار بار پڑھ لیا جائے، کوئی سا بھی درود ہو۔ اسی طرح ذکر اللہ خوب کیجئے، خاص طور پر پانچ سو بار کلمہ شریف، پانچ سو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ نیز چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے دیگر تسبیحات: سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر پڑھتے رہنے کی کوشش کرنا، تاکہ نیکیاں زیادہ سے زیادہ جمع ہوسکیں۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے خاندان کو اور مجھ سے اصلاحی تعلق رکھنے والوں اور ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کو معاف فرمائیں اور ہم سب حاضرین کی بلا عذاب و بلا حساب بخشش فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

آپ نے مندرجہ ذیل کتب تالیف فرمائیں:

۱:... حسن المعبود فی حل سنن ابوداؤد (اردو) دو جلد، ۲:... الخیر الجاری فی حل صحیح البخاری (۶ جلد)، ۳:... تحسین المبانی (مختصر المعانی کا خلاصہ)،

۴:... احسن المواعظ، مسلک تھانہ بھون۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کی حسنات کو قبول فرمائیں، جنت الفردوس کا آپ کو مکین بنائیں، آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں، آمین۔ قارئین ختم نبوت سے حضرت کے لئے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔

اُسوۂ رسول اور امتِ مسلمہ کی آزمائش

حافظ محمد ادریس

قرآن وسنت کے مطابق ایمان اور آزمائش آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ بندۂ مومن کو خوشی اور غمی ہر حال میں اجر ملتا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مومن کے لئے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے، اگر اسے خوشی ملے اور وہ شکر کرے تو یہ اس کے لئے خیر ہے، اور اگر غم سے دوچار ہو، اس پر صبر کرے تو یہ بھی اس کے لئے باعث خیر ہے، اللہ سے عافیت مانگنی چاہئے لیکن اگر آزمائش آجائے تو اللہ سے ہمت واستقامت کی دعا کرنی چاہئے، آج پوری امت کسی نہ کسی صورت میں ابتلا کا شکار ہے، ایسے حالات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور حیات طیبہ بڑا سہارا فراہم کرتی ہیں۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں سب سے نمایاں اور اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا، جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ بلند ہے، اسی قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید آزمائشیں بھی ڈالی گئیں، بعض اوقات ایک انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ اس پر مشکلات کی یلغار کیوں ہے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو شخص حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے واقف ہو، وہ ان مشکلات ومصائب کے ہجوم میں بھی اللہ تعالیٰ سے رشتہ استوار رکھے گا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ان اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالأمثل۔" (تفسیر قرطبی ج:۷، سورۂ عنکبوت)

ترجمہ: "بلاشبہ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ آزمائشوں میں سے انبیاء کو سابقہ پیش آتا ہے، پھر جو لوگ (مقام ومرتبہ) میں ان سے قریب تر ہوتے ہیں، ان کو آزمایا جاتا ہے۔"

اسی حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"یبتلی الرجل علی قدر دینه۔" (جامع ترمذی، ابواب الزہد)... ہر شخص کو اس کی دین کے ساتھ وابستگی کے مطابق ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے...۔

اللہ کے تمام انبیاء کی زندگیاں اس حقیقت کو مکمل طور پر واشگاف کرتی ہیں کہ وہ بہت زیادہ آزمائشوں سے گزرے، حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال راہِ حق میں ماریں کھائیں، زخمی ہوئے، ستائے گئے اور استہزا کا نشانہ بنتے رہے۔ سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا، گھربار سے نکالا گیا، بیٹے کی قربانی کے امتحان سے آزمایا گیا اور اس سے بھی قبل نوجوان بیوی سیدہ ہاجرہ اور آنکھوں کے تارے، شیر خوار بیٹے اسماعیلؑ کو ایک بے آب وگیاہ وادی میں تن تنہا چھوڑنے کا حکم ملا، جس کی بلا چوں وچرا اطاعت کی گئی، سیدنا یعقوبؑ و سیدنا یوسفؑ کی زندگیوں میں بھی سخت آزمائشوں کا طویل دور قرآن مجید کے صفحات کی زینت ہے، اللہ تعالیٰ کے صابر نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائشیں ہمہ جہت وہمہ پہلو تھیں، جسمانی امراض و تکالیف سے لے کر اہل وعیال کی جدائی وفراق اور نہ معلوم کیا کچھ برداشت کرنا پڑا۔ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے احوال پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنکھیں بے ساختہ بھیگ جاتی ہیں، وقت کے ظالم حکمرانوں نے ان کو بدترین مظالم کا نشانہ بنایا، مگر ان عظیم ہستیوں کی عزیمت قابل داد وتحسین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے در سے ذرہ برابر اِدھر اُدھر نہ ہوئے۔

حضرت یحییٰ (یوحنا) علیہ السلام نے جب (بنی اسرائیل) کی ان بداخلاقیوں کے خلاف آواز اٹھائی جو یہود کے فرمانروا ہیرودیس کے دربار میں کھلم کھلا ہو رہی تھیں تو پہلے وہ قید کئے گئے، پھر بادشاہ نے اپنی معشوقہ کی فرمائش پر قوم کے اس صالح ترین آدمی کا سر قلم کر کے ایک تھال میں رکھ کر اس کی نذر کر دیا۔ (مرقس، باب:۶، آیت:۱۷۔۲۹)

حضرت عیسیٰ پر بنی اسرائیل کے علماء اور سرداران قوم کا غصہ بھڑکا، کیونکہ وہ انہیں ان کے گناہوں اور ان کی ریاکاریوں پر ٹوکتے تھے اور ایمان وراستی کی تلقین کرتے تھے، اس قصور پر ان کے خلاف مقدمہ جھوٹا تیار کیا گیا، رومی عدالت سے ان کے قتل کا فیصلہ حاصل کیا گیا اور جب رومی حاکم پیلاطس نے یہود سے کہا کہ آج عید کے روز میں تمہاری خاطر یسوع اور برابا ڈاکو، دونوں میں سے کس کو رہا کروں؟ تو ان کے پورے مجمع نے بالاتفاق پکار کر کہا کہ برابا کو چھوڑ دے اور یسوع کو پھانسی پر لٹکا۔

(متی، باب:۲۷، آیت:۲۰۔۲۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تو اول تا آخر

آزمائشوں کی یلغار اور غم واندوہ کی بھرمار نظر آتی ہے، آپ کے ہر امتی کو مشکل گھڑی میں اپنے نبی مہربان کی حیات طیبہ پر نظر ڈالنی چاہئے، آپ رحم مادر میں تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، نہ باپ نے اپنے عظیم بیٹے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، نہ عظیم بیٹے نے باپ کی آغوش شفقت کا لطف اٹھایا، ماں نے ممتا کی مثالی محبت دی اور اس دُرِ یتیم کو بڑی توجہ اور پیار سے پالا پوسا، بیچ میں شیرخوارگی اور ابتدائی بچپن کا دور حضرت حلیمہ سعدیہ کے گھر بنوسعد میں گزرا، واپس آتے تو ماں کی آنکھوں کا یہ نور، جوانی میں بیوہ ہوجانے والی سیّدہ آمنہ کے غمزدہ دل پر مرہم رکھ دیتا، ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ مدینہ و مکہ کے درمیان مقام ابواء پر حالت سفر میں محبوب کبریا، ماں کی ممتا کی نعمت عظمٰی سے بھی محروم ہوگئے، یہ مالک ارض وسما کی مشیت تھی، غم کی ان گھڑیوں میں آپ کی خادمہ ام ایمن نے ننھے دریتیم کو ممتا کا بدل عطا کیا جو خود ان کے لئے ایک عظیم ترین تاریخی اعزاز اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بے مثال درجات کا ذریعہ بنا۔

سردار قریش، بزرگ سردار قبیلہ، عبدالمطلب جو اپنے پوتے کی سانس کے ساتھ سانس لیتے تھے، محبوب بیٹے کے بعد پیاری بہو کے اچانک وفات پاجانے پر اس دہرے غم سے دوچار ہوئے تو لخت جگر محمد واحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور بھی اپنے سے قریب کرلیا، بوڑھا سردار مجلسوں کی صدارت بھی کرتا، قومی وقبائلی امور ومعاملات میں فرائض منصبی پر بھی توجہ دیتا مگر ہر چیز سے زیادہ اب اس کے نزدیک یہ گل نور بہار عزیز تر تھا، اس کی مجلسیں بھی اسی کے دم قدم سے روشن تھیں اور اس کی راتوں کا سکون بھی اسی روشن چراغ سے وابستہ تھا، دوسال یوں بیتے کہ دادا نے اپنے بے مثل پوتے کو شفقت پدری بھی دی اور ماں کی ممتا کی کمی بھی محسوس نہ ہونے دی، دو سال کا وقت جیسے پلک جھپکنے میں بیت گیا، اللہ تعالیٰ نے اب دونوں پیاروں کے درمیان پھر سے جدائی کا فیصلہ کرلیا، آٹھ سال کی عمر میں یہ شجر سایہ دار بھی سر سے اٹھ گیا، غم کے پہاڑ تھے اور صدمات کے ریگزار، مگر جسے خالق نے سیّدالانبیاء وقائد انسانیت بنانے کا روز اول ہی سے فیصلہ فرمادیا تھا، اس کا قلب نازک ان بھاری صدمات کو بھی سہہ گیا، عبدالمطلب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے اور محمد بن عبداللہ کے شفیق چچا اپنے خانوادے کے اس دُرِ نایاب کی دلجوئی میں لگ گئے، سب ہی چچا غمگسار تھے، مگر زبیر اور ابو طالب نے تو تاریخ میں وہ مثال قائم کردی جس کی نظیر نہ اس سے قبل انسانی تاریخ میں ملتی ہے اور نہ اس کو بعد کی تاریخ میں دہرانا کسی کے بس میں ہے، یوں بچپن جوانی میں ڈھل گیا، پاکیزہ جوانی، طیب ومتقدس مآب شب و روز، ہر آلائش سے پاک، ہر خوبی سے مزین، خزف ریزوں کے درمیان چمکتا ہوا ہیرا، ہر شخص کی آنکھوں کو خیرہ کردینے والا قیمتی موتی، محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جوانی میں اللہ تعالیٰ نے قدرے سکون و خوشحالی بخشی، تجارت خوب چمکی، مکہ کی سب سے معزز، زیرک اور مالدار خاتون حضرت خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ تجارتی کاروبار میں شراکت کا تجربہ طرفین کے لئے انتہائی خوشگوار ثابت ہوا، اس منفرد تجربے نے اس عظیم خاتون کو اتنا متاثر کیا کہ اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مکہ کا یہ انمول ہیرا اس کے نصیب میں آجائے۔ خود محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت خدیجہ کی بے پناہ خوبیوں کو قریب سے دیکھ لیا تھا، یوں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مثالی جوڑا ترتیب دے دیا، مکہ کی مالدار بیوہ، زندگی کے ۴۰ سال گزار چکی تھیں، جب کہ آفتاب رشد وہدایت ۲۵ بہاریں دیکھ چکے تھے، یہ مثالی جوڑا تھا جس کی مثال تاریخ انسانی میں سب سے ارفع و اعلیٰ ہے، اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں، یہ اس کا عظیم عطیہ ہے۔

دونوں بیٹے قاسم اور عبداللہ المعروف طیب اور طاہر یکے بعد دیگرے بالکل ابتدائی عمر ہی میں اللہ تعالیٰ نے واپس لے لئے۔ حضرت قاسم ہی کی نسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے، اللہ نے انہیں جنت میں اپنے گلدستے کی زینت بنالیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر درد وفراق کی مشکل گھاٹی سے گزارا، وہ حکیم ہے، وہ قادر مطلق ہے، اس کے برگزیدہ بندے نے صبر ورضا کے ساتھ سر تسلیم خم کردیا کہ یہی اس کے شایان شان تھا۔

قاسم اور عبداللہ تو جوانی کا پھل تھے، بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور میٹھا میوہ عطا فرمایا، چاند سا بیٹا، جد امجد کے اسم گرامی پر ابراہیم نام رکھا، دودھ پیتا ابراہیم سیّد کونین کی آنکھوں کا تارا، دل کا قرار اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھا، اچانک بیماری نے آلیا، جنت کا پھول اپنے بے بدل باپ کی آغوش میں ہے، فرشتہ اجل اپنا فرض ادا کرنے کے لئے آگیا ہے، وہ بے چارا تو حکم کا پابند ہے، ابراہیم آخری سانس لیتا ہے، اس کائنات کا سب سے بڑا انسان اس لمحے غم کے پہاڑ کے سامنے کھڑا ہے، تقاضائے فطرت ہے کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے ہیں، سعد بن عبادہؓ (سردار خزرج) دیکھ کر عرض کرتے ہیں:

”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ بھی رورہے ہیں؟ فرمایا کہ دل زخمی ہے، آنکھیں اشک بار ہیں مگر ہم اپنے رب کی رضا پر راضی ہیں، ہماری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلے گا جو رب کائنات کو ناپسند ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چاروں بیٹیوں میں سے رقیہ، ام کلثوم اور زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کرکے آپ

کی زندگی ہی میں آخرت کو سدھار گئیں، صرف حضرت فاطمہ الزہراؓ رضی اللہ عنہا بعد تک زندہ رہیں، ان کے متعلق بھی سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی ایک روایت ہے کہ مرض الموت میں فاطمۃ الزہراؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں، میں گھر کے کام کاج میں مصروف تھی، میں نے دیکھا کہ فاطمہؓ بے ساختہ زاروقطار رونے لگی ہیں۔

پھر تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مسکرا رہی ہیں، میں نے بعد میں فاطمہؓ سے اس صورت حال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ: امی جان! ابا جان نے مجھ سے فرمایا کہ ان کے کوچ کا وقت آ گیا ہے، تو میں فرط غم سے رونے لگی مگر اس کے بعد انہوں نے فرمایا: لخت جگر! میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے آکر ملوگی تو میں خوشی سے مسکرادی۔

(دلائل النبوۃ، امام بیہقی، ج:۷، ص:۱۲۱-۱۲۲)

سیدۂ خواتین جنت، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں اور پھر اپنے عظیم والد کے پاس جنت الفردوس میں چلی گئیں، یہ ہے حاصل کائنات کی دنیوی زندگی اور عائلی احوال کی ایک جھلک، ہمارے لئے یہ اسوۂ حسنہ ہے، غم کے پہاڑ آجائیں تو اس عظیم شخصیت اور قائد انسانیت کی طرف دیکھئے، دل کو قرار مل جائے گا، صبر کیجئے، اللہ نعمتوں سے نوازے گا، وہی غموں کا مداوا کرسکتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار دعائیں ہیں جو غموں کے ہجوم سے نجات کے لئے آپ نے سکھائیں، یہاں حدیث پاک سے ایک مسنون دعا نقل کی جاتی ہے جو آپ نے اپنے صحابی حضرت ابوامامہؓ کو سکھائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو غموں اور مصیبتوں سے نجات عطا فرمادی، ہمارے لئے بھی یہ دعا نسخۂ شفا اور دوائے مرض ہے، بشرطیکہ ہم پورے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں طلب کریں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک انصاری صحابی (ابوامامہؓ) کو آپؐ نے مسجد میں بیٹھے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ تم اس وقت، جب کہ کسی نماز کا وقت نہیں ہے، مسجد میں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: حضرت! مجھ پر بہت سے قرضوں کا بوجھ ہے اور فکروں نے مجھے گھیر رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایسا دعائیہ کلمہ نہ بتادوں جس کے ذریعہ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں ساری فکروں سے نجات دے دے اور تمہارے قرضے بھی ادا کردے؟ (ابوامامہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ضرور بتادیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم صبح وشام اللہ کے حضور میں عرض کیا کرو:

”اللھم انی اعوذبک من الھم والحزن واعوذبک من العجز والکسل واعوذبک من الجبن والبخل واعوذبک من غلبة الدین وقھر الرجال۔“ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم سے اور بے کسی سے اور سستی وکاہلی سے اور بزدلی وکنجوسی سے اور پناہ مانگتا ہوں قرضے کے بار کے غالب آجانے سے اور لوگوں کے دباؤ سے۔“

ابوامامہؓ نے بیان کیا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر عمل کیا (اور اس دعا کو اپنا صبح وشام کا معمول بنالیا) تو خدا کے فضل سے میری ساری فکریں ختم ہوگئیں اور میرا قرض بھی ادا ہوگیا۔

یہ مجرب اور آزمودہ نسخے ہیں، تیر بہدف ہیں، مگر جس رسول رحمت نے ہمیں یہ بتائے، اس سے حقیقی محبت اور اس پر پختہ ایمان اور جس ذات سبحانہ وتعالیٰ سے ہم طلب کرتے ہیں، اس کی مکمل بندگی اور وفاداری کا اہتمام شرط قبولیت ہے، آیئے آج سچے دل سے عہد کریں کہ باری تعالیٰ اور اس کے رسول برحق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے اور اس کی قائم کردہ تمام حدوں کا ہر حال میں احترام کریں گے، اللہ رب العزت ہر مشکل کو آسان بنادے گا اور ہر ابتلا کو اخروی کامیابی کا ذریعہ بنادے گا، ان شاء اللّٰہ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔

☆☆..................☆☆

قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹائے جو ہر وقت سازشوں میں ملوث رہتے ہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما اور خطیب مرکز ختم نبوت گوجرانوالہ مولانا عمر حیات سیال اور مرکزی مبلغ علامہ فقیر اللہ اختر سیالکوٹی نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سینکڑوں صحابہ کرامؓ اور لاکھوں فرزندان توحید نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑائی میں ۷۵۰ بدری صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں صرف لاہور میں ۱۰ ہزار افراد نے جانوں کی قربانی دی۔ ہماری تاریخ گواہ ہے کہ ناموس رسالت کے معاملہ میں کبھی کسی مسلمان نے کوتاہی نہیں برتی۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹائے جو ہر وقت سازشوں میں ملوث رہتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکز ختم نبوت ہاشمی کالونی میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام نے خواتین کو جو مقام دیا ہے دیگر معاشرے اور ادیان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ اسلام نے عورت کو تمام حقوق دیئے ہیں۔ یورپ حقوق نسواں کے عنوان سے خواتین کے تمام حقوق سلب کررہا ہے۔

نیک عورت کے فضائل ومناقب!

مولانا محمد اسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’تحقیق حق تعالیٰ نے عورتوں کے حصہ رشک (کا ثواب) لکھا ہے اور مردوں پر جہاد لکھا ہے، پس جو عورت ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے (رشک کی بات پر جیسے شوہر نے دوسرا نکاح کرلیا) صبر کرے گی اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (طب عن ابی مسعودؓ)

دیکھئے ایک ذرا سے صبر پر کتنا بڑا ثواب ملتا ہے جو مردوں کو کس دشواری سے ملتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’بدکار عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کے برابر اور نیک کار عورت کی نیک کاری ستر اولیاً اللہ کی عبادت کے برابر ہے۔‘‘ (ابوالشیخ عن ابن عمر)

دیکھئے کتنے تھوڑے عمل پر کتنا بڑا ثواب ملا، یہ عورتوں کی رعایت نہیں تو کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’تمہاری بیبیوں میں سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی آبرو کے بارے میں پارسا ہو، اپنے خاوند پر عاشق ہو۔‘‘

شوہر سے محبت کرنا نفس کی خوشی ہے مگر اس میں فضیلت اور ثواب ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری ایک بیوی ہے جب اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتی ہے مرحبا ہو، میرے سردار کو اور میرے گھر والوں کے سردار کو اور جب وہ مجھ کو رنجیدہ دیکھتی ہے تو کہتی ہے کہ دنیا کا کیا غم کرتے ہو، تمہاری آخرت کا کام تو بن رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اس عورت کو خبردار کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کام کرنے والوں میں سے ایک کام کرنے والی ہے اور اس کو جہاد کرنے والے کا نصف ثواب ملتا ہے۔

شوہر کی معمولی آؤ بھگت میں اس کو کتنا ثواب مل گیا۔

اسماء بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں عورتوں کی فرستادہ آپ کے پاس آئی ہوں (وہ عرض کرتی ہیں) کہ مرد جمعہ اور جماعت اور عیادت مریض اور حضور جنازہ اور حج وعمرہ وحفاظت سرحد اسلامی کی بدولت ہم پر فوقیت لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو واپس جا اور عورتوں کو خبر کردے کہ تمہارا اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرنا یا حق شوہری ادا کرنا اور شوہر کی رضامندی کی جو یا رہنا اور شوہر کی مرضی کے موافق اس کا اتباع کرنا یہ ان سب اعمال کے برابر ہے (جو مردوں کے ذیل میں ذکر کیے گئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’عورت اپنی حالت حمل سے لے کر بچہ جننے تک اور دودھ چھڑانے تک فضیلت وثواب میں ایسی ہی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی نگہبانی کرنے والا جس میں وہ ہر وقت مجاہدہ کے لئے تیار رہتا ہے، اور اگر اس درمیان میں مرجاوے تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔‘‘ (طب عن ابن عمر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اے بیبیو! یاد رکھو کہ تم میں جو نیک (عورتیں) لوگوں سے پہلے جنت میں جائیں گی (پھر جب شوہر جنت میں آئیں گے تو) ان عورتوں کو غسل دے کر اور خوشبو لگا کر شوہروں کے حوالے کردیا جائے گا۔ سرخ اور زرد رنگ کی سواریوں پر ان کے ساتھ ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی۔‘‘ (ابوالشیخ عن ابی امامہ)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے، جس میں وہی مضمون ہے جو اس سے قبل حدیث چہارم میں ہے بس اتنا فرق ہے کہ دودھ پلانے پر یہ فرمایا:

’’جب وہ عورت دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ کے پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے جیسے کسی جاندار کو زندگی دے دی۔ پھر جب دودھ چھڑاتی ہے تو فرشتہ اس کے کندھے پر (شاباشی سے) ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ پچھلے گناہ سب معاف ہوگئے، اب آگے جو کرے از سر نو کر (ان میں جو گناہ کا کام ہوگا وہ آئندہ لکھا جائے گا)۔‘‘

ان گناہوں سے مراد صغائر ہیں' مگر صغائر کا معاف ہو جانا کیا تھوڑی بات ہے؟

حضرت ابو درداءؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ کو وصیت کی میرے خلیل ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے، پس فرمایا کہ خرچ کیا کر اپنی وسعت سے اپنے اہل خانہ پر۔

جو لوگ باوجود وسعت کے بیوی کے خرچ میں تنگی کرتے ہیں وہ ذرا اس حدیث کو دیکھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے مگر گھر کو برباد نہ کرے (یعنی قدرت و مناسب مقدار سے زیادہ خرچ نہ کرے) تو اس عورت کو بھی ثواب ملتا ہے' بسبب اس کے خرچ کرنے کے اور اس کے شوہر کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے بوجہ اس کے کمانے کے اور تحویل دار کو بھی اسی کے برابر ملتا ہے' کسی کا اجر گھٹتا نہیں۔

(ق: عائشہؓ)

پس عورت یہ نہ سمجھے کہ جب کمائی مرد کی ہے تو میں ثواب کی کیا مستحق ہوں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عورتوں پر نہ جہاد ہے (جب تک علی الکفایہ رہے) اور نہ جمعہ اور جنازے کی ہمراہی۔'' (طعن عن ابی قتادہؓ)

پھر دیکھیے، گھر بیٹھے ان کو کتنا ثواب مل جاتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عورتیں مردوں ہی کے اجزا ہیں۔'' (حم عن عائشہؓ)

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے حوا رضی اللہ عنہا کا پیدا ہونا مشہور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے احکام بھی مردوں ہی کی طرح ہیں (باستثنائے احکام مخصوصہ) پس اگر ان کے فضائل وغیرہ جدا نہ بھی ہوتے تب بھی کوئی دلگیری کی بات نہیں۔ جن اعمال پر فضائل کا مردوں سے وعدہ ہے' ان ہی اعمال پر عورتوں سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سب عورتوں سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب خاوند اس کی طرف نظر کرے تو وہ اس کو مسرور کر دے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور اپنی جان اور مال میں اس کو ناخوش کر کے اس کی کوئی مخالفت نہ کرے۔''

(حم ن' ک' عن ابی ہریرہؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ رحمت فرمائے پائجامہ پہننے والی عورتوں پر۔'' (قط فی الافراد' ک فی تاریخہ' ہب عن ابی ہریرہؓ)

اگرچہ پائجامہ کا پہننا پردے کی مصلحت کے لئے مثل امر طبعی ہے' مگر اس میں بھی عورت نے پیغمبر علیہ السلام کی دعا لے لی۔ یہ کتنی بڑی مہربانی ہے عورتوں کے حال پر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی عورت کا گھر گرہستی کا کام کرنا جہاد کرنے والوں کے جہاد کے رتبے کو پہنچتا ہے' ان شاء اللہ۔'' (ع عن انسؓ)

کیا انتہا ہے اس عنایت کی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے حق میں (میری) نصیحت بھلائی کرنے کی قبول کرو' اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ (متفق علیہ)

یعنی اس سے راستی و درستی کامل کی توقع مت رکھو اس کی کج فہمی (یعنی اس کی ٹیڑھی سمجھ اور کم سمجھی پر) صبر کرو' اندازہ کیجئے کہ عورتوں کی کس قدر رعایت کا حکم ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مومن مرد کو مومن عورت سے (یعنی اپنی بیوی سے) بغض نہ رکھنا چاہئے کیونکہ اگر اس کی ایک عادت کو ناپسند رکھے گا تو دوسری کو ضرور پسند کرے گا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے) یعنی یہ سوچ کر صبر کرے۔

عبداللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو غلام کی طرح (بے دردی سے) نہ مارنا چاہئے کہ پھر ختم دن پر جماع کرنے لگے۔ (متفق علیہ)

یعنی یہ مروت کیسے گوارا کرے گی؟

حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم پر ہماری بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ جب تو کھانا کھائے اس کو بھی کھلائے اور جب تو کپڑا پہنے اس کو بھی پہنائے اور اس کے منہ پر نہ مارے اور بول چال گھر ہی کے اندر رہ کر چھوڑی جائے۔ (احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ) یعنی اگر روٹھے تو گھر سے باہر نہ جائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب مومن ہیں (مگر) ایمان کا کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہوں۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن صحیح کہا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیویوں کو ساتھ لے کر حج کیا تو ارشاد فرمایا: ''بس یہ حج تو کر لیا پھر اس کے بعد بوریوں پر جمی بیٹھی رہنا۔'' (حم عن ابی ہریرہؓ) مطلب یہ کہ بلا ضرورت شدیدہ سفر نہ کرنا۔

مدائنی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ

عنہ نے فرمایا کہ آدمی اپنے گھر کا سربراہ نہیں بنتا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہو جائے کہ نہ اس کی پرواہ ہے کہ اس نے کیسا لباس پہن لیا اور نہ اس کا خیال رہے کہ بھوک کی آگ کس چیز سے بجھائی۔ جو لوگ اپنی تن پروری و تن آرائی میں رہ کر گھر والوں سے بے پرواہ رہتے ہیں وہ اس سے عبرت پکڑیں۔ بقول شیخ سعدیؒ:

ببیں آں بے حمیت راکہ ہرگز
نخواہد دید روئے نیک بختی
تن آسانی گزیند خویشتن را
زن و فرزند بگزارد بہ سختی

یعنی دیکھ اس بے حمیت کو وہ ہرگز نیک بختی کا منہ نہیں دیکھے گا جو اپنے لئے تن آسانی اختیار کرے اور اہل وعیال کو سختی میں چھوڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ ثواب سمجھ کر صبر کرے تو بہشت میں داخل ہوگی' ایک عورت بولی یارسول اللہ! جس کے دو ہی بچے مرے ہوئے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کا بھی یہی ثواب ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے ایک بچے کے مرنے کا پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کے لئے بھی یہی فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم کھاتا ہوں اس ذات پاک کی' جس کے اختیار میں میری جان ہے کہ جو حمل گر گیا ہو وہ بھی اپنی ماں کو گھسیٹ کر بہشت میں لے جائے گا' جب کہ ثواب سمجھ کر صبر کرے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سب سے اونچا خزانہ نیک بخت عورت ہے کہ خاوند اس کو دیکھنے سے خوش ہو جائے اور جب خاوند کوئی کام اس کو بتادے تو حکم بجالائے اور جب خاوند گھر پر نہ ہو تو عزت وآبرو تھامے بیٹھی رہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عرب کی عورتوں میں قریش کی نیک عورتیں دو باتوں میں سب سے اچھی ہوتی ہیں: ایک تو بچے پر خوب شفقت کرتی ہیں اور دوسرے خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔''

معلوم ہوا کہ عورت میں یہ خصلتیں ہونی چاہئیں۔ بعض عورتیں خاوند کا مال بڑی بے دردی سے اڑاتی ہیں' اسی طرح اولاد پر جیسے کھانے پینے کی شفقت ہوتی ہے اس سے زیادہ اس کی عادتیں سنوارنے کی ہونی چاہئے' نہیں تو ادھوری شفقت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کنواری لڑکیوں سے نکاح کرو' کیونکہ ان کی بول چال خاوند کے ساتھ نرم ہوتی ہے یعنی شرم وحیا کی وجہ سے بدلحاظ اور منہ پھٹ نہیں ہوتیں اور ان کو تھوڑا خرچ دے دو تو خوش ہو جاتی ہیں۔''

معلوم ہوا کہ عورت میں شرم ولحاظ اور قناعت اچھی خصلت ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوہ سے نکاح نہ کرو' بلکہ کنواری کی ایک تعریف ہے اور بعض حدیثوں میں ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ عورت سے نکاح کرنے پر ایک صحابی کو دعا دی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ خصلتیں جو کنواری عورت کی بیان کی گئیں' عمدہ اور قابل تحسین ہیں' اگر بیوہ میں یہ خصلتیں پائی جائیں تو وہ بھی اس اعتبار سے کنواری کے برابر ہے اور جو کوئی کنواری اتفاقاً ان خصائص سے موصوف نہ ہو تو وہ بھی بری شمار ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو وہ عورت بہشت میں جائے گی۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کو چار چیزیں نصیب ہوگئیں اس کو دنیا اور آخرت کی دولت مل گئی' ایک تو دل ایسا جو نعمت کا شکر ادا کرتا ہو' دوسری زبان ایسی جس سے خدا کا نام لے' تیسرے بدن ایسا کہ بلا ومصیبت پر صبر کرے اور چوتھے بیوی ایسی کہ اپنی آبرو اور خاوند کے مال میں دغا وفریب نہ کرے۔''

یعنی نہ آبرو کھوئے' نہ مال خاوند کی مرضی کے بغیر خرچ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو عورت بیوہ ہو جائے اور خاندانی بھی ہے مالدار بھی ہے لیکن اس نے اپنے بچوں کی خدمت اور پرورش میں لگ کر اپنا رنگ میلا کر دیا' یہاں تک کہ وہ بچے یا تو بڑے ہو کر الگ رہنے لگے یا مر گئے تو ایسی عورت بہشت میں مجھ سے ایسے نزدیک ہوگی جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔''

اس کا مطلب یہ نہیں کہ بیوہ کے بیٹھے رہنے کا ثواب زیادہ ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو بیوہ یہ سمجھے کہ نکاح سے میرے بچے ویران ہو جائیں گے اور اس عورت کو بناؤ سنگھار اور نفس کی خواہش سے کچھ مطلب نہ ہو (اور اپنی عصمت کا تحفظ کرے) تو اس کا یہ درجہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! فلانی

عورت نفل نمازیں اور روزے اور خیرات کچھ زیادہ نہیں کرتی یوں ہی کچھ پنیر کے ٹکڑے دے دلا دیتی ہے' لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بہشت میں جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی' اس کے ساتھ دو بچے تھے' ایک گود میں لے رکھا تھا دوسرے کی انگلی پکڑے ہوئے تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ عورتیں اول پیٹ میں بچے کو رکھتی ہیں' پھر جنتی ہیں' پھر ان کے ساتھ کس طرح محبت و مہربانی کرتی ہیں؟ اگر ان کا برتاؤ خاوندوں سے برا نہ ہوا کرتا تو ان میں جو نماز کی پابند ہوتی بس بہشت ہی میں چلی جایا کرتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اس عورت کو جو اپنے شوہر کے ساتھ محبت اور لاڈ کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے۔'' (قرعن علی)

مطلب یہ ہے کہ شوہر سے محبت کرنے اور اس کی منت سماجت کرنے کو خلاف شان نہ سمجھے جیسے مغرور عورتیں ہوتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس دو عورتیں ہوں اور وہ ان میں مساوات نہ کرے اور عدل و انصاف سے جی چرائے تو وہ شخص قیامت کے دن اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس کا نصف بدن مفلوج ہوگا۔

کس قدر تاکید کی گئی ہے دو عورتوں میں مساوات کرنے کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیال داری (یعنی ان کی پرورش کی ذمہ داری) کرے پھر ان کو ادب (یعنی دینی تعلیم) سکھائے اور ان پر مہربانی کرے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بے فکر کردے (یعنی ان کی شادی ہو جائے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہو جائیں) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت واجب کردے گا' ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو میں بھی یہی فضیلت ہے' ایک شخص نے ایک کی نسبت پوچھا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک میں بھی یہی فضیلت ہے۔'' (شرح السنۃ' مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنی عورتوں کے ساتھ لطف و مہربانی اور نرمی کو لازم کرو' تم نہ تو ان پر ظلم کرو اور نہ ان پر تنگی پیدا کرو کیونکہ اللہ عزوجل اس عورت کی بنا پر غضب فرماتا ہے جب کہ وہ مظلوم ہو جیسا کہ یتیم کے لئے غضب فرماتا ہے۔''

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور عرض کیا کہ یہ میری بیٹی نکاح سے انکار کرتی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی سے فرمایا: (نکاح کے بارے میں) اپنے باپ کا کہنا مان لے' اس نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے میں نکاح نہ کروں گی' جب تک آپ مجھے یہ نہ بتادیں کہ خاوند کا حق بیوی کے ذمہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جائز کام میں اس کی تابعداری کرنا' اس نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا دین دے کر بھیجا ہے' میں کبھی نکاح نہ کروں گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کا نکاح جب وہ شرعاً بااختیار ہوں' بغیر ان کی اجازت کے مت کرو۔ (بزاز)

عورتوں کے حقوق کی کس قدر رعایت فرمائی کہ بالغ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کسی جگہ کرنے کا اختیار نہیں۔

☆☆..................☆☆

نسل نو کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت

اس وقت سب سے بڑا محاذ یہ ہے کہ ہماری ملت اسلامیہ کی آئندہ نسل مسلمان رہ جائے اور وہ صرف ذہنی، فکری، تہذیبی اور ثقافتی اعتبار سے نہیں بلکہ اعتقادی ارتداد سے بچ سکے جو لوگ ہمارے مدارس سے فارغ ہوں وہ اس محاذ کو سنبھالیں، اس محاذ کا چارج لیں اور اپنے کو اس محاذ کے لئے وقف کر دیں، اس کے لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ قصبہ قصبہ، شہر شہر اور گاؤں گاؤں مدارس و مکاتب اور مساجد کی بنیاد ڈالی جائے اور جہاں ایسا ممکن نہ ہوں وہاں صباحی و مسائی درجات ہوں اور جو لوگ جدید تعلیم یافتہ ہیں اور اپنے بچوں کو سرکاری اسکولوں میں بھیجنے کے لئے مجبور ہیں، ان کو غذا پہنچائیں، اگر ان کو ابھی سے بچانے کی کوشش نہیں کی گئی تو ڈر ہے کہ اس میں نو خیز نسل کو آگے چل کر کلامی اور فقہی اعتبار سے مسلمان کہنا صحیح ہو یا نہیں؟ وہ توحید و شرک اور کفر و ایمان کا فرق کر سکے گی یا نہیں؟ رسالت، منصب رسالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزماں اور آپ کی شفاعت کو مانے گی یا نہیں؟ اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ کون کس محاذ کو سنبھالتا ہے، آپ ابھی سے نیت کیجئے کہ ہم اس خطرناک اور نازک محاذ کے لئے سینہ سپر رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور اسباب مہیا کرے گا اور آئندہ نسل جو ہماری اور آپ کی اولاد ہوگی اس کو مسلمان رکھنے کے لئے جو بھی کوشش کی جاسکے کی جائے جو ہاتھ پیر مارے جاسکیں مارے جائیں اور جو آب دیدہ و خون جگر بہایا جاسکے بہایا جائے، یہ سب سے بڑا محاذ ہے۔ (مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

کی زندگی کا پہلا انٹرویو

انٹرویو: عظمت علی رحمانی

"مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر 1955ء میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے پہلے طالب علم تھے، 63 برس بعد اسی مدرسہ کے شیخ الحدیث ہیں، دوران طالب علمی بھی تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، مدینہ یونیورسٹی کے قیام کے دوسرے سال ہی وہاں تعلیم حاصل کرنا شروع کی، جب کہ مصر کے جامعہ ازہر سے چار سالہ کورس کے بعد 1972ء میں "عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، امام الفقه العراقي" کے عنوان سے مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی (PHD) کی ڈگری حاصل کی۔ 70 برس کی تدریسی زندگی میں کسی بھی اخبار کو دیا گیا ان کا یہ پہلا انٹرویو ہے جو قارئین کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔" (عظمت علی رحمانی، روزنامہ اُمت)

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر گزشتہ 70 برس سے درس وتدریس سے وابستہ اور 14 برس سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث کے مرتبہ پر فائز ہیں، 1956ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن کے درسِ نظامی کے پہلے سال میں اور 1962ء میں مدینہ یونی ورسٹی کے قیام کے دوسرے سال میں تعلیم حاصل کرنے کا اعزاز بھی مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کے نام ہے۔ آپ 1935ء میں ضلع ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے اور دینی تعلیم کا سلسلہ 1948ء میں ہری پور سے شروع کیا۔

آپ کا شمار اس وقت ملک کے جید علمائے کرام میں ہوتا ہے، آپ معتبر دینی ادارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے رئیس اور شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ وفاق المدارس العربیہ والجامعات الاسلامیہ پاکستان کے صدر بھی ہیں، انہیں اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کا بھی صدر بنایا گیا ہے، جب کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ بھی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے ہمیں بتایا کہ:

میری پیدائش 1935ء میں ضلع ایبٹ آباد کے گاؤں کوکل میں ہوئی، میرے والد محترم مرحوم زمیندار پیشہ سے تعلق رکھتے تھے، والد محترم سکندر خان بن زمان خان کا خاص حلقہ تھا، جو گاؤں کے تنازعات میں جرگہ کا کردار ادا کرتا تھا، ہم چار بہن بھائی تھے، جن میں سے 3 بھائی دُنیائے فانی سے کوچ کر چکے ہیں، جب کہ ایک بہن زندہ ہیں، میرے دو بیٹے ہیں اور 3 بیٹیاں ہیں، عزیزان مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر اور مفتی یوسف خان اسکندر سلمہما دونوں ماشاء اللہ حافظ عالم ہیں، عزیز مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر سلمہٗ نے بھی درسِ نظامی کی تکمیل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے کی، اس کے بعد جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں 4 سال "کلیہ اصول الدین" مکمل کیا، اور کراچی یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا اور آج کل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں ہی اُمورِ متفرقہ دیکھتے ہیں۔ جب کہ مفتی یوسف خان اسکندر نے درسِ نظامی کی تکمیل جامعہ بنوری ٹاؤن سے کرنے کے بعد دو سال دارالعلوم زکریا ساؤتھ افریقہ میں مفتی رضاء الحق صاحب کی زیرِ نگرانی تخصص فی الفقہ کر کے مستند مفتی کی ڈگری حاصل کی، اور آج کل حلال وحرام کے حوالہ سے بین الاقوامی ادارہ "سنہا" سے وابستہ ہیں۔ ہمارا گھریلو ماحول دینی تھا، اس لئے بچپن سے ہی ہمارا تعلق مسجد اور علمائے کرام سے رہا ہے۔

عموماً دیہات کے گھروں میں پرائیویٹ اسکولوں سے زیادہ سرکاری اسکولوں کا رُجحان ہوتا ہے، اس لئے میں نے میٹرک تک تعلیم وہیں کے گورنمنٹ اسکول میں حاصل کی، تاہم اس کا امتحان نہیں دے سکا تھا، اس کے علاوہ دینی تعلیم بھی میں نے بچپن سے گاؤں میں ہی حاصل کی تھی، اور گاؤں میں ہماری مسجد کے امام مولانا محمد اسحاق صاحب تھے، جن سے قرآن کریم پڑھا تھا، جو اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔

بچپن کے حوالہ سے بتایا کہ:

بچپن میں میرا شمار اچھے طلبہ میں ہوتا تھا، میں نے پہلا روزہ بھی بچپن میں یعنی نابالغی میں ہی رکھا تھا، جس پر ظاہر ہے گھر والوں کی جانب سے خوشی کا اظہار کیا گیا تھا، عموماً گھروں میں ایسا ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی کی جانب سے رغبت دلائی جاتی ہے مگر مجھے بچپن سے خود ہی دینی تعلیم کے حصول کا شوق تھا اور ہے، مگر والدین کی جانب سے کسی ایک بہن بھائی کے بجائے سب پر یکساں توجہ دی جاتی تھی۔

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر بچپن کے رمضان اور عید کو یاد کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ: بچپن (بلوغت سے پہلے ہی) سے روزے رکھنا شروع

کردیئے تھے، کبھی ایسی نوبت نہیں آئی کہ کوئی روزہ نہ رکھا ہو، یا بھول کر کچھ کھا پی لیا ہو۔ لیکن اَب ضعیف اور بیمار ہوں، اس لئے گھر پر ہی افطار کرتا ہوں، باہر کہیں نہیں جاتا، سحری میں گھر پر جو میسر ہو، وہی کھالیتا ہوں۔ بچپن کا زمانہ یاد ہے کہ ہمارے گاؤں میں رمضان المبارک کی آمد پر نمازِ تراویح کا اہتمام ہوتا تھا، تو ہم بہت شوق سے تراویح میں جاتے تھے، قاری صاحب کی آواز بھی بہت خوب صورت تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ زندگی میں کون سا رمضان مشکل سے گزرا ہو، شروع سے اَب تک معمول ہے کہ الحمدللہ! نمازِ تراویح جماعت کے ساتھ ہی پڑھتا ہوں۔ مجھے ہمیشہ وہ قاری اچھا لگتا ہے جو صحت تلاوت کا خیال رکھتا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ قاری قرآن کو رمضان یا غیر رمضان کم از کم ایک پارہ روزانہ پڑھنا چاہیے، عید کی تیاری ہمیشہ گھر والے ہی کرتے تھے اور کپڑے بھی گھر والے بناتے تھے۔ ہم عید کی نماز باقاعدہ مسجد میں پڑھنے کے لئے جایا کرتے تھے۔ بچپن کا مجھے یاد ہے کہ گھر آنے والے عید ملتے تھے اور عیدی بھی دیتے تھے۔

اپنے کھانے سے متعلق بتاتے ہیں:

مجھے بچپن سے کھانے میں کسی خاص چیز کا کوئی شوق نہیں رہا ہے، مگر گوشت مرغوب غذا رہی ہے۔

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب بچپن میں کھیلے جانے والے کھیلوں کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ: بچپن میں گلی ڈنڈا کھیلا ہے، اس کے علاوہ کوئی کھیل یاد نہیں ہے۔

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اپنے تعلیمی کیریئر کے حوالے سے کہتے ہیں کہ:

میں نے جن جن اداروں میں تعلیم حاصل کی ہے، اُن میں صوبہ خیبر پختون خوا (اُس وقت صوبہ سرحد) کے ضلع ہری پور کے مدرسہ دارالعلوم چوہڑ شریف اور احمد المدارس سکندر پور شامل ہیں، جہاں دو سال تعلیم حاصل کی، اس کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے 1952ء میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ دارالعلوم نانک واڑہ کراچی میں درجہ رابعہ سے درجہ سادسہ تک تعلیم حاصل کی، جس کے بعد درجہ سابعہ و دورۂ حدیث کے لئے محدث العصر حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا، اور 1956ء میں اسی مدرسہ سے دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوا تھا، اس مدرسہ کا پہلا درسِ نظامی کا سال تھا، اس کے بعد 1962ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (جس کے قیام کو ابھی دُوسرا سال تھا) میں داخلہ لے کر چار سال علومِ نبویہ حاصل کئے، بعد ازاں جامعہ ازہر مصر میں 1972ء میں داخلہ لیا، اور چار سال تعلیم حاصل کی، جہاں پر "عبد اللہ بن مسعود رضي اللہ عنه؛ امام الفقه العراقي" کے عنوان سے مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب بتاتے ہیں کہ: جامعہ ازہر کے دور کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے، اُس دور کے کئی واقعات ہیں، ایک بار بس میں جا رہا تھا، میں بس کی خالی سیٹ پر بیٹھ گیا، بسیں کم تھیں، رَش بہت ہوتا تھا، اس لئے ہر کوئی کوشش کرتا تھا کہ جلدی بیٹھ جائے اور یہاں پاکستان میں خواتین کی نشستوں پہ مرد نہیں بیٹھ سکتے، جب کہ وہاں ایسا نہیں تھا، جب میں سیٹ پر بیٹھ گیا تو کچھ دیر میں بس مسافروں سے بھر گئی، میں نے دیکھا کہ ایک بڑی عمر کے عیسائی بس میں داخل ہوئے تو میں نے اُن کے احترام میں اپنی سیٹ اُن کے لئے فوراً چھوڑ دی، تو وہ سیٹ پر بیٹھ گئے اور بس میں سوار افراد کی طرف اِشارہ کیا، جن میں عیسائی افراد موجود تھے، بہت ممنونیت کے جذبے سے کہا کہ: "اِسلام زندہ ہے، کیوں کہ جامعہ ازہر کے طالب علم نے مجھے اِنسانیت کے ناطے جگہ دی، جب کہ اکثر ہماری کمیونٹی کے لوگ ہیں، وہ بدستور بیٹھے ہیں۔" یہ واقعہ اِس لئے بتا رہا ہوں کہ اِسلام نے اِنسانیت کے لئے آداب اور حقوق جو بتائے ہیں، ان تعلیمات پہ عمل کر کے اِسلام کا آفاقی پیغام دُنیا کو دیا جا سکتا ہے، اور یہ احترام و ادب کا سبق ہمیں ہمارے بڑوں کی تربیت کی بدولت نصیب ہوا ہے، آج میں اپنی اولاد اور رُوحانی بچوں کو اسلاف کا نمونہ اپنانے کی ترغیب دیتا ہوں۔

جامعہ بنوری ٹاؤن کے حوالے سے مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر بتاتے ہیں کہ: 1955ء میں اس مدرسہ کے درسِ نظامی کے پہلے طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوا تھا، دورانِ طالب علمی ہی حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے تدریس کی ذمہ داری لگا دی تھی، بعد ازاں 1977ء میں جب حضرت بنوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، تو ناظمِ تعلیمات کی ذمہ داریاں دی گئیں، 1997ء میں جامعہ کے تیسرے مہتمم مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختارؒ کی شہادت کے بعد مجھے جامعہ بنوری ٹاؤن کی شوریٰ نے مہتمم بنایا تھا، جس کے بعد سے اَب تک اللہ تعالیٰ کام لے رہا ہے، یہ اس کا کرم ہے۔

2004ء میں مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی شہادت کے بعد جامعہ میں بخاری پڑھانا میرے سپرد کیا گیا، جس کے بعد سے اب تک یہ ذمہ داری بھی نبھا رہا ہوں۔ میرے اساتذہ میں حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری، مولانا عبدالحق نافع کاکاخیل، مولانا لطف اللہ پشاوری، مولانا محمد عبد الرشید نعمانی، مولانا سبحان محمود رحمہم اللہ شامل ہیں۔ تاہم ظاہری علوم کی تکمیل کے علاوہ باطنی تربیت میں بھی حضرت شیخ بنوریؒ کا سب سے زیادہ حصہ ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی اور حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہما کی صحبت سے استفادہ

بھی کیا ہے، جب کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہما اللہ تعالیٰ سے اجازتِ بیعت وخلافت بھی حاصل ہوئی۔ میرے سارے ہی اساتذہ مشفق رہے ہیں، مگر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی کیا ہی بات تھی! میں شروع سے ہی جامعہ بنوری ٹاؤن میں ہی تدریس کررہا ہوں اور بیرونِ ممالک سے تدریس کی پیش کشیں ہوئیں، مگر میں نے معذرت کرلی تھی، اب میرے شاگرد جب ملتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے۔

نوجوان علماء کو نصیحت:

میں سمجھتا ہوں کہ نئے علمائے کرام جو تدریس کے شعبے میں آنا چاہتے ہیں، اُن کے لئے بہتر یہ ہے کہ جو جو مضامین پڑھاتے ہوں اُن کتابوں کا اور اُن کی شروح کا لازمی مطالعہ کیا کریں اور اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کردیں۔ اور خطیبوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے موضوع پر قابو یافتہ ہوں اور فصاحت وبلاغت بھی ہو، تاکہ سامعین اور عوام الناس اُن سے فائدہ حاصل کرسکے اور میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ بیانات پر پیسے وغیرہ نہ لیں اور فیس لینا درست بھی نہیں ہے۔ قل لا اسالکم علیہ اجرا!

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر 2004ء میں ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی اچانک شہادت کے صدمہ کی وجہ سے کئی روز تک اسپتال میں رہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اُردو اور عربی کی مختلف 14 کتابیں تصنیف وتالیف کررکھی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لئے آنے والوں کو خوش بو، ٹوپیوں اور کتابچوں کے تحفوں کا ملنا معمول ہے۔

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر بتاتے ہیں کہ: جامعہ کے تیسرے مہتمم مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختارؒ کی شہادت کے بعد 1997ء میں وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کا رکن بنایا گیا، پھر 2001ء میں نائب صدر کی ذمہ داری دی گئی، پھر 5/اکتوبر 2017ء کو حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد وفاق المدارس کے صدر کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں، جب کہ وفاق کی نصاب کمیٹی اور امتحان کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے بھی ذمہ داریاں ادا کررہا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستانی دینی مدارس میں ایک فرق ہے، میں نے دُنیا بھر کے دینی مدارس کو دیکھا ہے، وہاں پڑھا ہوں اور پاکستان کے دینی مدارس کے ماحول سے بھی بخوبی آگاہ ہوں، کیوں کہ دینی، عصری تعلیم کی مصر سمیت بلادِ عرب میں کئی نامور بڑی بڑی یونی ورسٹیاں و اِدارے موجود ہیں اور لاکھوں مسلمان ان سے مستفید بھی ہورہے ہیں، حصولِ علم کے ذرائع بہت سہولیات کے ساتھ وہاں موجود ہیں، لیکن ہمارے برصغیر کے مراکز میں تعلیم کے ساتھ تربیت کا جو ماحول ہے، اُس نے دُنیا بھر کے ممالک اور خطوں میں دینی خدمات میں ہمارے اِداروں کے لئے ایک اِمتیازی اور منفرد پہچان پیدا کردی ہے۔

میری تصانیف وتالیفات میں: "الطریقة العصریة، کیف تعلم اللغة العربیة لغیر الناطقین بها، القاموس الصغیر، مؤقف الامة الاسلامیة من القادیانیة، تدوین الحدیث، اختلاف الامة والصراط المستقیم، جماعة التبلیغ و منهجها فی الدعوة، هل الذکریة مسلمون؟، الفرق بین القادیانیین و بین سائر الکفار، الاسلام و اعداد الشباب، تبلیغی جماعت اور اس کا طریقۂ کار، چند اہم اسلامی آداب، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان میں سے ہے، حضرت علی اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین، مشاہدات وتأثرات، تحفظ مدارس اور علماء وطلباء سے چند باتیں اور اِصلاحی گزارشات" شامل ہیں۔ ان میں زیادہ تر تصانیف اُردو سے عربی، اور کچھ عربی سے اُردو میں مترجَم ہیں، جب کہ "الطریقة العصریة" عرصۂ دراز سے وفاق المدارس کے نصاب میں شامل ہے، جب کہ اَب تعلیم الاسلام کا عربی میں ترجمہ کررہا ہوں۔

معلوم رہے کہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی عادت ہے کہ وہ ہر وقت اپنے پاس خوش بو، ٹوپیاں اور تسبیحات رکھتے ہیں، جب کہ ان کے پاس نکاح پڑھوانے کے لئے ننگے سر اگر کوئی دولہا آتا ہے تو پہلے اس کو داڑھی کی سنت رکھنے کی تلقین کرتے ہیں اور اس کو اپنی جیب سے ٹوپی نکال کر پہننے کے لئے دیتے ہیں، یہی رویہ اُن کا ہر کسی مہمان کے ساتھ بھی ہوتا ہے: جب کہ وہ ساتھ ہی ساتھ میں مہمان کو اپنے لکھے ہوئے چند کتابچوں سے بھی نوازتے ہیں۔

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب نے آخر میں کہا کہ: زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ دین کی خدمت نصیب ہو اور حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوتی رہے، اُن کا کہنا ہے کہ مروّجہ سیاست سے کوئی بھی دلچسپی نہیں ہے، ہاں مگر اس بات سے دلچسپی ہے کہ ایسے سیاست دان ہونے چاہئیں جو اپنے ملک اور عوام کے خیر خواہ ہوں، میں اس حوالے سے عوام الناس کو یہی پیغام دینا چاہتا ہوں کہ جو ملک اور عوام کا خیر خواہ ہو اس کو ووٹ دیں۔ دینی جماعتوں اور دینی رُجحان رکھنے والوں سے کہتا ہوں کہ دینی مقاصد کو سامنے رکھیں اور انا کو ختم کریں۔

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب بتاتے ہیں کہ ایک بار زندگی میں جب میں نے مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت کا سنا تھا تو بے ہوش ہوگیا تھا، یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کو کبھی نہیں بھول پاؤں گا، میری زندگی کے ناقابل فراموش واقعات میں سے ہے، کئی روز تک صدمے کی وجہ سے اسپتال میں رہا۔

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر بیرون ممالک کے اسفار کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ: سعودی عرب، مصر، سوریا، ترکی، عراق، اُردن، انڈیا، سری لنکا، انگلینڈ، یوگینڈا، زامبیا، افغانستان، امریکا، ساؤتھ افریقہ، کینیا، لیبیا، یورپی ممالک: انگلینڈ، جرمنی اور فرانس سمیت کئی ممالک میں جاچکا ہوں، عرب ممالک کے سربراہان، ملائشیا کے وزیر اعظم سمیت کئی مسلم حکمرانوں سے ملاقاتیں رہی ہیں۔

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اپنی زندگی کا ایک ناقابل فراموش واقعہ بتاتے ہیں کہ: میری زندگی کے یوں تو بے شمار سفر ہیں، مگر میری زندگی کا کئی روز پر مشتمل ایک یادگار سفر بھی ہے جو بہت قیمتی تھا، بحری جہاز کے ذریعے جب ہم جدہ سے مکہ پہنچے تو وہاں سخت ترین گرمی تھی، ایک اللہ کے بندہ نے میرے سر پہ چھتری ڈال کر طواف کروایا، عمرہ سے فارغ ہوکر حرم سے نکلنے لگا تو ایک دم اپنے شیخ و مربی اور استاذ حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ مل گئے۔ اُن کو دیکھ کر میں خوشی اور مسرت سے اُن کے گلے لگ کر بہت رویا، حضرت بنوریؒ ہوائی جہاز سے تشریف لائے تھے، اور میں کیوں کہ بحری راستے سے آیا تھا، اس لئے وہ مجھ سے پہلے آئے اور مجھے معلوم نہیں تھا، اس لئے اچانک حضرتؒ کی اس ملاقات نے مجھے وہ خوشی دی کہ جو بیان سے باہر ہے، وہ تاریخی حج کا مکمل سفر حضرتؒ کے ساتھ گزرا تھا، 1962ء میں بحری جہاز کے ذریعہ پہلا حج کیا تھا، جس کے بعد اللہ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (مدینہ یونی ورسٹی) میں تعلیم کے حصول کے لئے قبول کیا اور یوں چند برس وہاں اقامت رہی، اور اللہ نے کئی بار حج اور عمرہ کے اسفار کی سعادت نصیب فرمائی اور ابھی بھی اس مبارک سفر کی تمنا ہر پل رہتی ہے، میں سب کے لئے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بار بار ہر مسلمان کو اس سفر کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ اُمت کراچی، ۱۱-۱۲/ جون ۲۰۱۸ء)

عقل کا منصب و مقام اور نبوت و رسالت

امام ابن تیمیہؒ

جب کسی شخص کو عقل سے یہ معلوم ہوجائے کہ فلاں شخص رسول ہے اور اس کے نزدیک یہ ثابت ہوجائے کہ اس نے کس چیز کی خبر دی ہے اور اس کی عقل اس میں کوئی اشکال پیش کرے تو اس کی عقل ہی کا یہ تقاضا ہے کہ وہ یہ مختلف فیہ چیز ایسی ہستی پر محول کرے جو اس کے مقابلہ میں اس کا زیادہ علم رکھتی ہے اور اپنی رائے کو اس کے قول پر مقدم نہ رکھے اور یہ سمجھے کہ اس کی عقل اس کے مقابلہ میں قاصر اور ضعیف ہے اور اس ہستی کو اللہ تعالیٰ کا اور اس کے اسماء وصفات کا اور یوم آخرت کا علم زیادہ ہے۔ جو فرق اس عامی شخص اور ایک پیغمبر میں ہے، وہ فرق اس سے کہیں زیادہ بڑا ہے جو عوام اور علمائے طب میں ہے، پس جب وہ اپنی عقل کے بموجب ایک یہودی طبیب کی بھی اطاعت کرتا ہے اور غذا، شربت، ضماد (لیپ) اور مسہلات وغیرہ کی جو مقدار اور ترکیب تجویز کرتا ہے تو باوجود تکلیف اور مشقت کے وہ اس کی تعمیل کرتا ہے محض یہ سمجھ کر کہ یہ طبیب اپنے فن کا مجھ سے زیادہ واقف ہے، اگر میں اس پر اعتماد کروں گا اور اس کے مشورہ کی تعمیل کروں گا تو صحت کی امید ہے، باوجود اس کے کہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اطباء سے غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور بہت سے لوگوں کو طبیبوں کی تجویز اور معالجہ سے صحت بھی نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات یہی علاج موت کا سبب بن جاتا ہے، اس کے باوجود، اس کا قول قبول کرتا ہے اور اس کی تقلید کرتا ہے، خواہ اس کا گمان اور اجتہاد طبیب کی تجویز کے مخالف ہو، اس سے سمجھنا چاہئے کہ پیغمبروں کے مقابلہ میں مخلوق کی حیثیت کیا ہے، پھر یہ بھی یادرکھنا چاہئے کہ خدا کے پیغمبر صادق القول ہوتے ہیں اور ان کو بھی صحیح اطلاع دی جاتی ہے، یہ ممکن نہیں کہ ان کی اطلاع خلاف واقعہ ہو اور جو لوگ محض اپنی عقل کی بنا پر ان کے اقوال کا مقابلہ کرتے ہیں، ان کی جہالت اور ضلالت کا کوئی ٹھکانا نہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”دین اسلام سے یہ بات قطعی اور بدیہی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ مخلوق پر رسول کی ایسی تصدیق وایمان واجب ہے جو قطعی اور عمومی ہو جس میں کوئی شرط اور قید نہ ہو اور یہ کہ اس کی ہر اطلاع کی تصدیق کی جائے اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے، اس کے خلاف جو بات بھی ہوگی وہ باطل ہوگی، جو شخص رسول کی اس بات کی تو تصدیق کرتا ہے، جس کو اس کی عقل قبول کرتی ہے اور اس کی اس اطلاع کو رد کردیتا ہے جو اس کی رائے اور عقل کے خلاف ہوتی ہے اور رسول کی اطلاعات پر اپنی عقل کو مقدم رکھتا ہے اور یہ بھی کہے جاتا ہے کہ میں رسول کو سچا جانتا ہوں تو وہ متناقض باتیں کرتا ہے اور فاسد العقل اور ملحد ہے اور جو شخص کہتا ہے کہ میں اس وقت تک رسول کی اطلاع کی تصدیق نہ کروں گا جب تک کہ میں اس کو اپنی عقل سے سمجھ نہ لوں تو اس کا کفر کھلا ہوا ہے۔“

(بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت، ج:۲، ص:۳۴۲-۳۴۳)

دینِ اسلام ہی امن کا گہوارہ!

جاوید اختر ندوی

آج دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان آباد ہیں، ان کی اولین ذمہ داری دین اسلام کی حیات بخش تعلیمات پر عمل آوری ہے اور نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے کام و پیام کو پہلے اپنے عمل، اخلاق اور سلوک و روش سے آشکارا کرنا ہے، پھر جہاں جن لوگوں میں وہ بستے ہیں، ان ہی کی زبانوں میں ان کے سامنے دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف و تعلیمات پیش کرنا اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے ان کے ذہنوں اور دماغوں میں پیوست کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہے۔ جن علاقوں میں اسلامی نظام حکومت ہے وہاں سب سے پہلے یہ ذمہ داری حکومت کی بنتی ہے اور جہاں اسلامی طرزِ حکومت نہیں وہاں مسلم تحریکوں، تنظیموں اور عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس جانب خاطر خواہ توجہ دیں، ورنہ اس دنیا میں اس کوتاہی و غفلت کے جو نتائج سامنے آرہے ہیں اور آئیں گے وہ ظاہر ہیں، آخرت میں رب ذوالجلال کے سامنے ہم ذمہ دار ہوں گے کہ یہ امت آخری امت ہے اور اس کے نبی آخری نبی تھے اور خالق کائنات نے اس امت کو برپا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ نبوت کے کام کو قیامت تک انجام دے، اس کے نتیجہ میں اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ مقام دیا گیا جو کسی دوسری امت کو نصیب نہیں ہوا۔

ایسا نہیں ہے کہ اس سمت میں بالکل مایوسی ہے اور دعوت اسلام کا کام نہیں ہورہا ہے، کچھ کام حکومتی سطح پر اور کچھ عوامی سطح پر ایسے انجام پارہے ہیں جو بڑی قابل ستائش اور ہمت افزا ہیں اور ان سے ہمیں یہ مثبت پیغام ملتا ہے کہ مسلمان آج بھی اپنے اخلاق و اعمال کو دین رحمت کے سانچے میں ڈھال لیں تو لوگوں کے دل آج بھی کھلے ہیں، وہ مغرب کی چالبازیوں اور ملمع سازیوں سے واقف ہوتے ہی دینِ اسلام کی آغوش میں بھولے بھٹکے بچے کی طرح دوڑ کر پناہ لے لیتے ہیں، مغرب کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ان کو تلاش حق میں ضرور تاخیر ہوجاتی ہے مگر جب حق ان کے سامنے واضح ہوجاتا ہے تو وہ اس کو گلے لگانے میں ذرا بھی تاخیر نہیں کرتے، پھر اس کے ایسے پُرجوش داعی بن جاتے ہیں کہ ان کے جذبہ دعوت دین کو دیکھ کر ہم پشتینی مسلمانوں کو شرم آتی ہے اور ہمیں بھی اپنی ذمہ داری کا کسی قدر احساس ہوتا ہے۔

اسی دینی فریضہ کے تحت سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض کے شمال میں قائم دفتر برائے دعوت وارشاد کے تحت ہفتہ واری دعوتی پروگرام میں شامل ہونے والے غیر مسلم افرد میں سے ۸۱۴ افراد نے پورے اطمینان کے بعد اور انتہائی خوشی اور مسرت کے ساتھ دینِ اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا۔

واضح رہے کہ ریاض کے شمال میں قائم اس دفتر کی جانب سے ہر ہفتہ ریاض کی کسی ایک یا دو کمپنیوں کے ساتھ میٹنگ کرکے اس کے غیر مسلم ملازمین کو کسی بڑے ہال میں خصوصی طور پر مدعو کیا جاتا ہے، جس میں اولاً جسمانی دعوت یعنی کھانے کا پروگرام ہوتا ہے، پھر کھیل کود کا پروگرام ترتیب دیا جاتا ہے، جس میں والی بال، باسکٹ بال اور ٹینس شامل ہیں، اس کے بعد روحانی دعوت کا خاص اہتمام ہوتا ہے، جس میں دو قیمتی محاضرے ہوتے ہیں، ایک محاضرہ غیر مسلم حضرات کے لئے ہوتا ہے، جس میں دینِ اسلام کی خصوصیات اور دیگر ادیان کے مقابلہ میں اس کی فضیلت و اہمیت بیان کی جاتی ہے، دوسرا محاضرہ نومسلم حضرات کے لئے ہوتا ہے جس میں اسلام اور ایمان کے ارکان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوتا ہے، اخیر میں کھیل کود اور علمی مقابلوں میں کامیاب ہونے والوں کے درمیان انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں اور پھر ہر کسی کو ان کی قیام گاہ تک پہنچایا جاتا ہے، چنانچہ دفتر دعوت وارشاد کے زیر انتظام گزشتہ سال اس قسم کے ۴۱ پروگرامز ترتیب دیئے گئے تھے جس میں ۱۳۳۸ افراد نے شرکت کی اور الحمدللہ ۳۶۳ افراد نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا یعنی شرکت کرنے والوں میں سے ۱۷ فیصد افراد مسلمان ہوئے اور سال رواں اب تک ۱۹ پروگرام رکھے جاچکے ہیں، جن میں ۲۷۵۰ افراد شریک ہوچکے ہیں، ان میں سے ۳۵۱ افراد نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا ہے۔

یہ ایک نمونہ ہے، آج بھی کسی جگہ چند بیدار مغز و باحوصلہ مسلمان اس طرح کے پروگرام ترتیب دیتے ہیں اور اس میں دینِ اسلام کی صداقت و حقانیت کو بیان کرتے ہیں تو بعید نہیں کہ شریک ہونے والے غیر مسلموں میں بہتیرے اس پیغام پر کان دھریں اور کشاں کشاں اس کی نجات بخش تعلیمات کے اسیر ہوجائیں، اور ایسا ہو بھی رہا ہے، چنانچہ آسٹریلیا کے

ایک ریسٹورنٹ میں ایک مخلص مسلمان نے اس ترتیب کو آزمایا اور وہ کامیاب رہے، آسٹریلیا میں ایک ریسٹورنٹ کے مسلمان مالک نے نوٹس بورڈ پر یہ عبارت لکھ دی ہے کہ: ''آپ کچھ اسلام کے بارے میں جاننا چاہیں گے؟'' اس کے ذریعہ وہ دنیا و آخرت دونوں کا ثواب اور منافع کمانے کی کوشش کر رہے ہیں، مکمل عبارت کچھ یوں ہے کہ: ''ہم مسلمان ہیں، اگر آپ دین اسلام کے بارے میں کچھ سوال کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔''

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس نوٹس بورڈ پر اس اعلان کی وجہ سے صرف پہلے ہی دن ۱۸۰۰ افراد نے اسلام کے بارے میں سوالات کئے جو یقیناً آسٹریلوی عوام میں اسلام کے حوالے سے ان کی رغبت کا واضح ثبوت ہے۔

اس پروگرام کو ترتیب دینے والی مسلم خاتون حنا السفیری کا کہنا ہے کہ اکثر سوالات خواتین کے حجاب، اسلام میں مرد و زن کے درمیان مساوات کے حوالے سے ہوتے ہیں، بہر حال اس پروگرام سے عام افراد کو دین اسلام کی تعلیمات جاننے اور بہت ساری غلط فہمیوں کے ازالہ کا بہترین موقع مل رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں اسلام کے تئیں لوگوں میں تجسس بڑھ رہا ہے اور وہ اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ جو منفی باتیں اس دین کے تعلق سے ان تک پہنچتی ہیں، ان کے جوابات چاہتے ہیں اور جب وہ حقیقت سے واقف ہوتے ہیں تو ان کی حیرت و تعجب کی انتہا نہیں رہتی، بالآخر وہ دین اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ برطانیہ ایک ایسا ملک ہے جہاں مسلمانوں کی تعداد شروع میں بہت کم تھی مگر نائن الیون کے بعد جو انقلاب آیا، اس نے اسلام کے لئے وہاں کے باشندوں کے دلوں کو کھول دیا اور تازہ اطلاع کے مطابق انگلینڈ اور ویلز میں پیدا ہونے والے ہر دس بچوں میں سے ایک بچہ کا نام مسلمان کی حیثیت سے رجسٹرڈ کیا جاتا ہے جو اس ملک میں مسلمانوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی تعداد کی واضح دلیل ہے، اسی طرح مردم شماری کے حکومتی ادارہ کی رپورٹ برائے سال ۲۰۱۱ء یہ بتلاتی ہے کہ ۳۱۷۹۵۲ کی تعداد میں ۹ فیصد وہ مسلمان بچے ہیں جن کی عمر پانچ سال سے کم ہے۔

اس طرح مذکورہ تعداد موجودہ مسلمانوں کی تعداد ۴.۸ سے دگنی ہو جاتی ہے، جب کہ عمر رسیدہ یعنی ۸۵ سالہ مسلمان افراد کی تعداد ہر ۲۰۰ افراد میں سے صرف ایک ریکارڈ کی گئی ہے، ۵ سال سے کم عمر بچوں کی مذکورہ بالا تعداد کا مطلب یہ ہے کہ ۲۰۰۱ء کے مقابلے میں مسلمان بچوں کی پیدائش میں ۸۰ فیصد تک اضافہ ہو چکا ہے۔

اس حوالے سے آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیوڈ کولمان کا کہنا ہے کہ یہ تعداد یقیناً حیران کن ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ خصوصاً پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں میں بچوں کی پیدائش کے تناسب میں اضافہ ہے، دوسری جانب جہاں ان میں تعداد کے اعتبار سے اضافہ ہو رہا ہے وہیں ان کے نوجوانوں میں دین سے دوری اور لاتعلقی میں واضح کمی محسوس کی جا رہی ہے اور پھر مسلم کمیونٹی میں ۲۵ سال کے قریب نوجوانوں کا تناسب ۴۸ فیصد ہے جو دیگر مذاہب کے ماننے والے نوجوانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے، چنانچہ اس وقت بچوں اور نوجوانوں میں اولاً عیسائیت کے ماننے والے اور دوسرے نمبر پر مسلمان ہیں، تیسرے نمبر پر ہندو مذہب کے ماننے والے اور پھر سکھ آتے ہیں۔

برطانیہ کے بعد ایک اور ملک جہاں تیزی سے اسلام میں لوگ داخل ہو رہے ہیں اٹلی ہے، ان دنوں اٹلی میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کے حوالے سے مختلف آراء سامنے آ رہی ہیں، جہاں تک یہاں مہاجرین کا تعلق ہے تو ان میں ایک تہائی سے کچھ زیادہ مسلمان ہیں، اس اعتبار سے اٹلی میں اس وقت کوئی ڈیڑھ ملین مسلمان آباد ہیں، مگر جو لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں آخر وہ کتنی تعداد میں ہیں تو متحدہ مسلم کمیونٹی اٹلی کے اعداد و شمار کے مطابق ان کی تعداد ہر سال ۷۰ ہزار کے قریب ہوتی ہے اور کچھ اداروں کا خیال ہے کہ ۷۰ ہزار نہیں بلکہ ہر سال ۵۰ ہزار اٹلی کے اصل باشندے دین اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، بہر حال تعداد جو بھی ہو سرکاری مردم شماری کے مطابق اس وقت اٹلی کی شہریت رکھنے والے مسلمانوں کی کل تعداد ایک لاکھ پندرہ ہزار کے قریب ہے، ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو پیدائشی طور پر اٹلی کے علاوہ کسی اور ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔

آخر میں ایک اور ملک کے حوالے سے بڑی مسرت آگیں خبر ہے، وہ ملک اسپین ہے، جہاں سے اسلام کو نکل بدر کر دیا گیا تھا اور وہاں کی سرزمین برسہا برس سے اذانوں کے لئے ترس گئی تھی، اللہ تعالیٰ کا شکر و کرم ہے کہ وہاں پھر مسلمان بیدار ہو رہے ہیں اور دعوت دین کا فریضہ بڑی حکمت عملی اور بیدار مغزی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں، جامع ازہر، مصر کی جانب سے اسپین میں مقیم مسلمانوں کی تعداد کے حوالے سے جمع کی جانے والی معلومات کے مطابق ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۵ء کے درمیان یہاں کے مسلمانوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے، چنانچہ ۲۰۱۵ء کے اخیر تک اسپین کے جملہ مسلمانوں کی تعداد ۱۸۸۷۹۰۶ ریکارڈ کی گئی ہے، اس میں ۲۰۱۰ء کے مقابلے میں ۲۰ فیصد اضافہ ہوا ہے، اسی طرح ۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۳ء کے درمیان مسلمان اسپین کی جملہ آبادی کا ۳ فیصد حصہ تھے جبکہ ۲۰۱۴ء میں یہ تعداد ۴ فیصد کو پہنچ چکی تھی اور ۲۰۱۵ء میں تعداد الحمدللہ ۷ فیصد ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر جگہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اپنی دعوتی ذمہ داریاں انجام دینے کی توفیق اور قوت و صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین!

(بشکریہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، ۱۰ رجولائی ۲۰۱۶ء)

قرآن کریم کا ایجنڈا اور سماج کی مزاحمت

حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ

قرآن کریم کے نزول کا بڑا مقصد انسانی سماج کی تبدیلی تھا اور اس نے تیئس سال کے مختصر سے عرصہ میں جزیرۃ العرب کے سماج کو یکسر تبدیل کر کے دنیا کو آسمانی تعلیمات و ہدایات پر مبنی ایک مثالی معاشرہ کا عملی نمونہ دکھا دیا جبکہ اس معاشرتی انقلاب نے دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ایک بڑے حصے کو اپنے دائرے میں سمو لیا۔ اس حوالہ سے دو پہلوؤں پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ انسانی سماج کی تبدیلی کے اس ایجنڈے پر اس وقت کے سماج کا ردعمل کیا تھا اور دوسرا یہ کہ قرآن کریم نے انسانی معاشرہ کو کن تبدیلیوں سے روشناس کرایا؟

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قرآن کریم کا پیغام مکہ مکرمہ میں پیش کیا تو اس وقت کے سماج کے تمام لیڈر یہ بات سمجھ گئے تھے کہ یہ صرف چند لفظوں اور جملوں کا ورد اور تکرار نہیں ہے بلکہ مکمل معاشرتی تبدیلی اور انقلاب کا ایجنڈا ہے۔ اس لئے انہوں نے پہلے دن سے ہی مزاحمت شروع کر دی اور پھر وہ مسلسل تیئس برس تک مختلف حوالوں سے اور مختلف دائروں میں مسلسل مزاحمت کرتے رہے۔ اس مزاحمت کا آغاز پہلی مجلس سے ہی ہو گیا تھا جس میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر مکہ والوں کو جمع کر کے ''ایہا الناس'' کے خطاب کے ساتھ توحید کی دعوت دی تھی اور اس مزاحمت میں پہل خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب نے کی تھی اور آپؐ سے کہا تھا: ''تیرے لئے (نعوذ باللہ) بربادی ہو، کیا تم نے ہمیں اس کام کے لئے اکٹھا کیا ہے؟'' ابولہب کی اسی بات کا جواب قرآن کریم کی سورۃ اللہب میں دیا گیا ہے۔

اس طرح مزاحمت کا پہلا دائرہ طعن و تشنیع، الزامات، تحقیر اور طنز و استہزا کا تھا جس میں کسی طرف سے کوئی کمی روا نہیں رکھی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر کو کاہن، شاعر، مجنون، ساحر اور کذاب کے الفاظ سے پکارا گیا اور پورے علاقے میں کردار کشی کا بازار گرم کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ یہاں تک کہا گیا کہ (نعوذ باللہ) مکہ اور طائف کی دو بڑی بستیوں میں کوئی سردار ایسا نہیں تھا جس پر وحی آتی، کیا آپ ہی اس کام کے لئے رہ گئے تھے؟

مزاحمت کا دوسرا دائرہ مداخلت کا تھا جس کا تذکرہ قرآن کریم میں اس طرح ہے کہ انہوں نے آپس میں مشورہ کر لیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جہاں بھی قرآن کریم لوگوں کو سنائیں وہاں شور و غل کرو اور کسی کو ان کی بات سننے نہ دو۔ یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرات مسلسل ٹوہ اور تعاقب میں رہتے اور جہاں بھی آپؐ کسی اجتماع میں لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے اور قرآن کریم سناتے ان میں سے کوئی چچا کھڑا ہو جاتا اور لوگوں سے کہتا کہ یہ ہمارا بھتیجا ہے، آج کل (نعوذ باللہ) یہ ذہنی طور پر ٹھیک نہیں ہے اس لئے یہ اس قسم کی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے، ہم اس کا علاج کروا رہے ہیں کچھ دنوں میں ٹھیک ہو جائے گا، اس لئے آپ لوگ اس کی باتوں پر توجہ نہ دیں۔

مزاحمت کا تیسرا دائرہ مقابلہ کا تھا اور اس کا تذکرہ بھی قرآن کریم میں ہے کہ ایک قریشی سردار حارث بن نضر نے کچھ آلات موسیقی اور چند گانے ناچنے والیوں کا بندوبست کیا اور مکہ مکرمہ میں راگ و رنگ کی محفلیں جمانا شروع کر دیں تاکہ لوگ ان محفلوں میں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 32545573

کی باتیں نہ سن سکیں۔ قرآن کریم نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ''لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ ''اور'' و یتخذھا ھزوًا '' (لقمان:۶) کے جملے ارشاد فرمائے ہیں کہ کھیل تماشے کی باتیں اور کام کئے جاتے تھے تاکہ لوگوں کو حق قبول کرنے سے روکا جائے اور خدا کے دین کو ہنسی اور استہزا کا نشانہ بنایا جائے۔ میں یہاں ایک بات درمیان میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل جب ٹی وی پروگراموں اور سوشل میڈیا میں دین کے نام پر اور دینی احکام و مسائل کے بارے میں پیش کیا جانے والا ماحول دیکھتا ہوں تو بے ساختہ مکہ مکرمہ میں حارث بن نضیر کی بپا کردہ محفلیں چشم تصور کے سامنے آجاتی ہیں کہ وہ بھی تو سب کچھ اسی طرح کیا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس شر سے پناہ میں رکھیں، آمین۔

قرآن کریم کی راہ میں مزاحمت کا چوتھا دائرہ ان پیش کشوں کا ہے جو ابوجہل اور دوسرے بعض سرداروں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھیں کہ یہ غریب اور کمزور لوگ جو آپ کی مجلس میں ہر وقت بیٹھے رہتے ہیں ہم ان کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے اس میں ہماری توہین ہوتی ہے، اس لئے اگر انہیں آپ اپنی مجلس سے اٹھا دیں تو ہم آپ کے پاس بیٹھنے اور آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہیں۔ ان باتوں کا مقصد مسلمانوں میں تفریق اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں احساس کمتری پیدا کرنا تھا جس سے خود اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں منع فرمایا کہ ان بڑوں کے لئے آپ اپنے کمزوروں اور غریب ساتھیوں کو مجلس سے نہیں اٹھائیں گے۔

قریشیوں کی طرف سے قرآن کریم اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مزاحمت کا پانچواں دائرہ وہ ظلم و تشدد تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کے ساتھ تیرہ سالہ مکی دور میں مسلسل روا رکھا گیا۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تشدد اور اذیتوں کا شکار ہوئے اور بہت سے صحابہ کرامؓ پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑے گئے۔ اس میں اسلام قبول کرنے سے روکنے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی تھی کہ مسلمان اپنی عبادات اور دعوت و تبلیغ کو حرم کی حدود میں سرانجام نہیں دیں گے اور کسی عوامی جگہ پر مذہبی سرگرمیاں نہیں کر سکیں گے۔ مسلمانوں کو حرم میں نماز پڑھنے پر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا، حضرت صدیق اکبرؓ کو ایک باقاعدہ معاہدہ کے ذریعے پابند کیا گیا کہ وہ نماز اور تلاوت قرآن کریم اپنے گھر کے اندر کریں گے اور ان کی آواز گھر سے باہر نہیں آئے گی۔

اس مزاحمت کا چھٹا دائرہ وہ سوشل بائیکاٹ تھا جو مکہ مکرمہ کے تمام قبائل نے باہمی اجتماعی فیصلے کے تحت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیروکاروں کے ساتھ بلکہ آپ کی حمایت کرنے والے غیر مسلموں کے ساتھ بھی کیا۔ ان سب کو ایک وادی (شعب ابی طالب) میں محدود کر دیا گیا اور سوشل بائیکاٹ کے ساتھ ساتھ ان کی معاشی ناکہ بندی بھی کر دی گئی اور چاروں طرف سے نگرانی کی گئی کہ خوراک اور ضرورت کی کوئی چیز باہر سے ان تک نہ پہنچ پائے۔ اس بائیکاٹ اور ناکہ بندی کا معاہدہ باقاعدہ دستخطوں کے ساتھ بیت اللہ کے دروازے پر لٹکا دیا گیا اور یہ ناکہ بندی مسلسل تین سال تک جاری رہی مگر یہ طویل آپریشن بھی ناکام رہا۔

مزاحمت کے ان سب ہتھکنڈوں کی ناکامی کے بعد ساتویں دائرہ میں قریش نے پینترا بدلا اور صلح و مفاہمت کے نام پر مسلمانوں کو ان کے دین سے ہٹانے کی چال چلنا شروع کر دی تھی۔ قرآن کریم نے ''ودوا لو تدھن فیدھنون'' (القلم:۹) سے تعبیر فرمایا ہے کہ وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کچھ لچک وہ دکھائیں اور کچھ لچک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کریں تاکہ درمیان درمیان میں کوئی سمجھوتا ہو جائے۔ یہ بڑا دلچسپ دور تھا جس کا تذکرہ میں قدرے تفصیل کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آج بھی پوری دنیا میں ہمیں اسی صورتحال کا سامنا ہے اور مسلمانوں کو ایسے ہی جال میں پھنسانے کی کوششیں ہر سطح پر جاری ہیں۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفین کی طرف سے مصالحت کی یہ پیشکش تین صورتوں میں کی گئی۔

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

(۱) ایک کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم سن کر کہتے ہیں کہ ”ائت بقرآن غیر هذا او بدله “(یونس:۱۵)اس قرآن کی بجائے کوئی دوسرا قرآن لے آؤ یا اس میں ردوبدل کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دلوایا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ مجھے اس بات کا اختیار حاصل نہیں ہے کہ میں قرآن کریم میں اپنی طرف سے کوئی ردوبدل کرسکوں۔

(۲) دوسرا مرحلہ قریشی سرداروں کے اس وفد کی ملاقات کا ہے جو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خواجہ ابوطالب کی موجودگی میں ہوئی اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نکاتی مصالحتی فارمولا پیش کیا گیا۔ ایک یہ کہ آپ حرم پاک میں بے شک نماز پڑھیں اور قرآن کریم لوگوں کو سنائیں ہم آپ کو نہیں روکیں گے بلکہ ہم بھی آپ کے ساتھ شریک ہو جایا کریں گے، مگر آپ بھی کبھی کبھی ہمارے بتوں کی تعظیم کے لئے آیا کریں۔ اور دوسرا یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات اور عظمت جتنی چاہیں بیان کریں مگر ہمارے بتوں کی نفی نہ کیا کریں، یعنی پازیٹو بات کریں نیگیٹو بات نہ کریں۔ چنانچہ ان کا کہنا تھا کہ ان دو باتوں پر ہمارا باہمی سمجھوتا ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ الکافرون کی شکل میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوایا اور دوٹوک طور پر اس پیشکش کو مسترد کر دیا گیا۔

(۳) جبکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کا تیسرا مرحلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کے بنوثقیف کے سرداروں کی ملاقات کا بیان فرمایا ہے جو انہوں نے اسلام قبول کرنے کے لئے مدینہ منورہ جا کر کی اور قبول اسلام کے لئے کچھ شرائط پیش کیں جن کا تذکرہ سیرت نبوی کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ یہ شرائط کچھ اس طرح تھیں کہ (۱) ہم اپنا بت ”لات“ نہیں توڑیں گے (۲) نماز کی اس طرح پابندی نہیں کریں گے جیسے بتائی جاتی ہے، نماز میں ہم رکوع سجدہ نہیں کریں گے اور اوقات اپنی سہولت کے مطابق طے کریں گے (۳) شراب ترک نہیں کریں گے (۴) سود کا کاروبار نہیں چھوڑیں گے (۵) زنا نہیں چھوڑیں گے وغیرہ وغیرہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرائط قبول کرنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اگلے روز ہی باہمی مشورہ کے ساتھ سب شرطیں واپس لے لیں اور غیر مشروط طور پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اس حوالہ سے میں عرض کیا کرتا ہوں کہ طائف کے بنوثقیف نے یہ شرطیں اسلام قبول کرنے کے لئے پیش کی تھیں جبکہ کم و بیش اسی طرح کی شرطیں ہم پاکستانیوں کی طرف سے ملک میں اسلام کے نفاذ کے لئے مسلسل پیش کی جا رہی ہیں البتہ فرق یہ ہے کہ طائف والوں کو ایک دن میں ہی بات سمجھ میں آ گئی تھی اور انہوں نے اگلے روز وہ شرطیں واپس لے لی تھیں مگر ہم مسلسل ستر برس سے ایسی شرطوں پر اصرار کئے جا رہے ہیں۔

مصالحت و مفاہمت کے عنوان سے اسلام کو کمزور کرنے اور مسلمانوں کو ان کے دین سے ہٹانے کی ان کوششوں میں ناکامی کے بعد قریش نے وہ آخری جرگہ کیا جس میں ”لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک “(الانفال:۳۰) کی تجاویز پر غور و خوض کے بعد قریشی سرداروں نے اجتماعی فیصلہ کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا جائے۔ اس کے لئے باقاعدہ ”ڈیتھ اسکواڈ“ مقرر کیا گیا جس نے رات کی تاریکی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے گھیرے سے نکال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لئے روانہ کر دیا۔

قرآن کریم کے ایجنڈے اور اس وقت کے سماج کی مزاحمت کے ان دائروں کا تذکرہ کرنے کے بعد میں اپنی گفتگو کے ابتدائی حصہ کی طرف آتا ہوں کہ قرآن کریم کا بنیادی موضوع اور مقصد سماج کی تبدیلی تھا جسے قریش اور بنوثقیف کے سرداروں نے سمجھ لیا تھا اور اس کے خلاف مزاحمت شروع کر دی تھی جو دو عشروں سے زیادہ عرصہ تک جاری رہی۔ مگر اس شدید مزاحمت کے باوجود قرآن کریم اور جناب رسول اللہ نے ربع صدی سے بھی کم عرصہ میں عرب معاشرہ کو یکسر بدل کر رکھ دیا اور قرآن کریم اپنے ایجنڈے میں سرخرو ہوا۔

(روزنامہ انصاف لاہور، ۲۲ مئی ۲۰۱۸ء)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

ٹیکنیکل مناظرہ

مرسلہ: خالد محمود (سابق یو نیکل کندان)

آپ نے مولویوں کے مناظرے دیکھے ہوں گے مگر میں آپ کو اپنے انجینئرنگ اسٹائل مناظرے کی روداد سنانا چاہتا ہوں جو ایک احمدی دوست سے سرراہ برپا ہو گیا تھا۔

مزے کی بات یہ کہ اس وقت تک میں احمدیت کی ابجد سے بھی واقف نہیں تھا۔ یوں تو مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت سے میرا پہلا تعارف ۱۹۸۷ء میں ہی ہوا تھا (جن دنوں راقم پہلی بار مذہبی دنیا میں قدم رکھ رہا تھا) اور یہ بھی اتفاقاً ہی ہوا تھا۔

پشاور یونیورسٹی کے ''رازی ہال'' میں داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ نوٹس بورڈ پر ایک فوٹو کاپی آویزاں تھی۔ فوٹو میں کرسی پر مرزا صاحب بیٹھے ہیں اور چاروں طرف حاشیہ میں گالیاں (حرامی، کنجر وغیرہ) درج ہیں۔ نیچے ایک سطری اعلان کہ اگر آپ کو رسول اللہ سے محبت ہے تو اس کی مزید کاپیاں کر کے اشاعت میں حصہ لیجئے۔ اگرچہ مذہبی نوگرفتاروں کے جذبات شدید تر ہوا کرتے ہیں لیکن نہ جانے کیوں مجھے اس نوٹس سے کراہت سی محسوس ہوئی تھی۔

بہرحال، اپنے مناظرے والے واقعہ کی طرف آتے ہیں۔

یہ ۲۰۰۲ء کی بات ہے۔ جہلم کے قصبہ دینہ میں ''این ایل سی'' کمپنی کا کیمپ تھا جن کے پاس جہلم کھاریاں روڈ کا پراجیکٹ تھا۔ کبھی کبھار میرا وہاں جانا ہوتا تو آفیسرز میس میں محفل جمتی۔ وہاں، میجر صاحب اور راقم کے درمیان ''سائیں طارق کی سرائیکی شاعری'' ایک مشترکہ موضوع تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ موصوف قادیانی ہیں۔

ایک شام، جہلم تبلیغی مرکز میں شب جمعہ کا بیان سنکر ''میس'' میں واپس آیا تو دوست کھانے کی ٹیبل پر منتظر تھے۔ میں نے میجر صاحب سے مذاقاً کہا کہ اگر آپ عصر کے وقت مجھے مل جاتے تو میں آپ کو ایک دینی مرکز لے جاتا۔

میجر، سیریس ہو گیا۔

کہنے لگا: ''لیکن اگر میں آپ کو ایک دینی مرکز جانے کا کہوں تو آپ میرے کمرے کو آگ لگا دیں گے۔ نہ جانے کیوں اس جملے پر میری چھٹی حس نے بتایا کہ میجر، احمدی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔

قادیانیت کے بارے میری معلومات بڑی ہی محدود تھیں تاہم یہ سنا ہوا تھا کہ پچھلی صدی میں ایک قیصرانی سردار نے قادیانیت اختیار کر لی تھی جس کی وجہ سے قیصرانی قبیلہ کے کافی لوگ احمدی ہو گئے تھے۔ شاید یہ خیال اس وجہ سے آیا ہو۔

میں نے عرض کیا: ''میجر صاحب! آپ زیادہ سے زیادہ مجھے ربوہ تک ہی لے جاتے تو اس میں آگ لگانے کی کیا بات ہوئی؟''

بہرحال، بات مذاق ہی مذاق میں قادیانیت پر ایک دوستانہ مناظرے کی صورت اختیار گئی جس کی کچھ جھلکیاں پیش کرتا ہوں:

میجر نے پوچھا: ''احمدی جماعت بارے آپ کی کیا رائے ہے؟''

عرض کیا: ''میں تو ان کو کافر سمجھتا ہوں۔''

کہنے لگے: ''کیا آپ نے کبھی احمدی لٹریچر پڑھا ہے؟'' میں نے انکار کیا (اور حقیقت بھی یہی تھی)۔''

اس پر کہنے لگے کہ یار آپ پڑھے لکھے آدمی ہو۔ آپ نے خود کبھی احمدیت کو پڑھا نہیں اور فقط مولویوں کے کہنے پر ان کو کافر سمجھتے ہو۔ کیا اسی کو تعلیم و شعور کہتے ہیں؟''

میں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور بات کو فلسطین، اسرائیل کی طرف پھیر دیا۔ میں نے کہا کہ بڑی عجیب بات ہے کہ اسرائیل کے مسلمان، فلسطین کے مسلمانوں کو مار رہے ہیں۔ میجر نے کہا کہ اسرائیل میں تو یہودی ہیں۔ عرض کیا کہ یہودی بھی تو مسلمان ہی ہیں۔ کیا آپ یہودیوں کو کافر سمجھتے ہیں؟ میجر نے کہا کہ ''بھائی، یہودی تو کافر ہی ہیں۔''

عرض کیا: ''کیا آپ نے کبھی یہودیت کی کتب کا مطالعہ کیا ہے یا فقط مولویوں کے کہے پر ان کو کافر قرار دے رہے ہیں؟''

میجر گڑ بڑا گیا، کہنے لگا: ''دیکھو یار، احمدی جماعت میں بڑے بڑے سائنس دان اور جرنیل وغیرہ شامل ہیں تو کیا یہ سب پاگل ہیں؟

عرض کیا: ''میں نے کب کہا ہے، کہ ایسے پڑھے لکھے لوگ پاگل ہیں۔ ہمارے بازو والے ملک میں ممتاز سائنس دان، جرنیل وغیرہ لوگ، گائے کا پیشاب پیتے ہیں تو کیا وہ سب پاگل ہیں؟''

قصہ کوتاہ، میجر نے بالآخر زچ ہو کر کہا: ''آپ میرے ساتھ کمرے میں چلیں میں آپ کو علمی طور پہ مطمئن کر دوں گا۔''

دوستوں کے اصرار پر ہم سب اس کے کمرے میں گئے تو الماری سے ایک موٹی سی کتاب نکال کر کہنے لگا: ''آپ کا اور ہمارا اختلاف، صرف ختم نبوت کے

مسئلے پر ہے، اس کتاب میں، اس کا مکمل علمی جواب موجود ہے، آپ اس کو پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لیں۔"

میں نے عرض کیا کہ جناب کتابوں کی باتیں مولویوں کے لئے چھوڑ دیں۔ آپ، ہم انجینئرز ہیں تو کیوں نہ ٹیکنیکل طریقے سے بات کر لیں؟

میرا سوال یہ ہے کہ "این ایل سی" کمپنی آپ کی زیر نگرانی، ایک نظام کے تحت کام کر رہی ہے، آپ کو بوقت ضرورت اسٹاف بڑھانے کی بھی اجازت ہے لیکن اس سب کے باوجود، کسی دن ہیڈ آفس سے آرڈر آئے کہ آپ کی جگہ کسی دوسرے پراجیکٹ منیجر کا تقرر کر دیا گیا ہے تو اس کے دو ہی مطلب لئے جا سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ میں پروفیشنل کمزوریاں ہیں یا پھر یہ کہ نیا آنے والا آدمی، آپ سے زیادہ قابل ہے۔"

میجر نے اس بات سے اتفاق کیا۔

اب میں نے ایک کاغذ منگوا کر اس کے درمیان میں ایک لکیر کھینچی۔ ایک طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری طرف مرزا صاحب لکھ کر عنوان بنایا اور عرض کیا کہ اب آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کم از کم ایک ایسی پروفیشنل کمزوری لکھ دیجئے جسے پورا کرنے کے لئے مرزا صاحب کی اپائنٹمنٹ کرنا ضروری تھی۔

قلم ہاتھ میں رکھ کر سوچنے لگ گیا۔ عرض کیا "حضور، علمی و جسمانی نہ سہی، شکل و صورت میں ہی کوئی کمی ایسی لکھ دو جس میں مرزا صاحب برتر تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو "ریپلیس" کرنا ضروری ہو گیا تھا۔"

تھوڑی دیر بعد عرض کیا: "حضور! اگر آپ نہیں ڈھونڈ سکتے تو پھر مجھے اجازت دیجئے، میں مرزا صاحب کی ایسی دس کمزوریاں لکھ دیتا ہوں جن میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے بہر حال برتر تھے۔ جناب، اسلام ایک پراجیکٹ ہے۔ اس کے لئے اسٹاف اور وسائل بڑھانے پر پابندی نہیں لیکن اس کا پراجیکٹ ڈائریکٹر تب ہی بدل سکتا ہے جب پہلے نے کوئی کمی کی ہو یا دوسرا، پہلے والے سے برتر ہو۔"

میجر صاحب! شاید اس قسم کے مناظرے کے لئے ٹرینڈ نہیں تھے۔

ہم سب نے میجر صاحب کی بولتی بند ہونے پر دل کھول کر قہقہے لگائے۔ مل کر چائے پی، اگلے ویک اینڈ کا پارٹی پروگرام بنایا۔ اگرچہ یہ ٹیکنیکل مناظرہ ہم جیت گئے لیکن میجر پھر بھی احمدیت پہ قائم رہا۔ اس لئے کہ عقائد، مناظروں سے نہیں بلکہ حسن سلوک سے ہی بدلے جاتے ہیں.... (اور دلوں کو پھیرنا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے)۔

☆☆..............☆☆

گوجرانوالہ میں کورسز

گوجرانوالہ (مولانا محمد عارف شامی) جناب حاجی محمد نعیم بٹ درد دل رکھنے والے انسان ہیں۔ انہوں نے ۲۰۰۲ء میں اپنے آبائی علاقہ "باگڑیاں" میں "تعلیم القرآن والسنۃ" کے نام سے ادارہ قائم کیا، جہاں عالیہ تک ۱۱۸ اساتذہ کرام کی سرپرستی میں دو سو طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ میں ہر سال دورہ تفسیر ہوتا ہے۔ جو گوجرانوالہ کے مقبول عالم دین مولانا مفتی محمد داؤد پڑھاتے ہیں۔ ہر سال مجلس کی طرف سے کوئی نہ کوئی ساتھی دورہ تفسیر کے طلباء کو قادیانیت پر تیاری کراتے ہیں، امسال ۷ تا ۹ رمئی کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تشریف لائے، آپ نے ۷ رمئی کو اوصاف نبوت پر لیکچر دیا۔ ۸ رمئی کو مولانا مفتی غلام نبی نے کفر، نفاق، ارتداد، زندقیت، ظلی، بروزی اصطلاحات پر نوٹس تیار کرائے۔ بعد ازاں مولانا شجاع آبادی نے ختم نبوت، اجرائے نبوت پر سبق پڑھایا۔ ۹ رمئی کو استاذ محترم نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا۔ راقم تین دن تک استاذ محترم کے ساتھ رہا اور مبادیات پر بیان بھی کیا۔ استاذ محترم نے اپنے لیکچرز میں کہا کہ اجرائے نبوت اور وفات عیسیٰ علیہ السلام پر قادیانیوں کے پاس ایک بھی دلیل نہیں سوائے چند شکوک وشبہات کے، آپ نے اپنے اسباق میں قادیانیوں کے معروف شبہات اور ان کے جوابات تحریر کرائے۔ جامعہ کے اساتذہ کرام مولانا عبدالرشید، مولانا عبیداللہ نے تین دن تک وفد ختم نبوت کا خیر مقدم کیا اور ختم نبوت کے عنوان پر لیکچرز کو طلباء، علماء کرام اور عوام کے لئے یکسر مفید پایا۔ دورہ تفسیر میں تقریباً ایک سو کے لگ بھگ طلباء نے شرکت کی۔

حافظ محمد امین والی مسجد کلرآباد چوک عالم میں تین روزہ کورس منعقد ہوا ۶ تا ۸ رمئی کو جس میں ستر سے زائد حضرات نے اپنے نام رجسٹرڈ کرائے اور انہیں اسناد دی گئیں۔ ۷ رمئی کو استاذ محترم نے رفع ونزول مسیح علیہ السلام کے عنوان پر لیکچر دیا۔ ۸ رمئی بعد نماز مغرب مولانا مفتی غلام نبی نے کفر، ارتداد، زندیقیت، نفاق جیسی اہم اصطلاحات پر عام فہم انداز میں روشنی ڈالی اور دلائل سے بتلایا کہ قادیانی زندیق ہیں جو کفر کو اسلام کے نام سے، اجرائے نبوت کو ختم نبوت کے نام سے پیش کرتے ہیں اور یہ کفر کی بدترین قسم ہے، جبکہ استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مجدد، مہدی، مسیح جیسی اصطلاحات پر روشنی ڈالی اور دلائل سے ثابت کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ تو مجدد تھا اور نہ ہی مہدی اور مسیح، جب ان دعاوی میں جھوٹا ثابت ہوا تو اب اس کے کسی دعویٰ کا اعتبار نہیں۔ ۸ رمئی کو آخری تقریب میں مولانا سید احمد حسین زید، قاری نذیر احمد اور مفتی غلام نبی خصوصیت کے ساتھ شریک ہوئے۔ کورس کا اہتمام حافظ فضل الرحمن، مولانا حاکم علی، مولانا عبدالسمیع نے کیا اور راقم بھی اپنے مہمانوں کے ساتھ دو دن شریک کورس رہا۔

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۴۵)

حافظ عبید اللہ

شبہ نمبر 9

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے کس فرقہ سے ہوں گے؟

قادیانی کبھی یہ پوچھتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ کس فرقہ سے ہوں گے؟

جواب ...... آیئے اس سوال کا جواب بھی مرزا قادیانی سے ہی لیتے ہیں، اس نے مسیح علیہ السلام کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا:

''...... تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اس کی قرنا ہے ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائے گا جو اس آواز کے سننے سے سعادت مند لوگ ایک ہی مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور تفرقہ دور ہو جائے گا اور مختلف قومیں دنیا میں ایک ہی قوم بن جائیں گی۔'' (چشمہ معرفت، رخ 23، صفحہ 84)

''اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی ہے جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔''

(چشمہ معرفت، رخ 23، صفحات 90، 91)

''...... خدا تعالیٰ تمام متفرق لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دے گا۔''

(چشمہ معرفت، رخ 23، صفحہ 88)

اگرچہ یہاں مرزا قادیانی نے صریح جھوٹ بولا ہے کہ اس امت میں سے کوئی مسیح موعود یا خاتم الخلفاء کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، قرآن وحدیث میں کہیں بھی ''مسیح موعود'' یا ''خاتم الخلفاء'' کا کوئی ذکر نہیں، ہمارا مقصد یہ حوالہ پیش کرنے کا صرف یہ ہے کہ مرزا تسلیم کر رہا ہے کہ زمانہ مسیح میں تمام دنیا کی تمام قومیں ایک ہی مذہب پر اکٹھی ہو جائیں گی۔

ایک اور جگہ مرزا قادیانی نے یوں لکھا:

''اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔''

(ایام الصلح، رخ 14، صفحہ 381)

لہٰذا ثابت ہوا کہ جن مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے خود باقرار مرزا قادیانی ان کے آنے سے ہر قسم کی فرقہ بندی ختم ہو جائے گی اور پوری امت میں اتفاق واتحاد کا دور دورہ ہو جائے گا، لہٰذا ان کی آمد پر اتفاق ہوگا نہ کہ اختلاف، اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''کتاب وحکمت'' یعنی قرآن وسنت کی تعلیم بھی دی ہے لہٰذا ظاہر ہے وہ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہی عمل پیرا ہوں گے۔

نیز مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں سے خود مرزا قادیانی کا نقلی مسیح ہونا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس نے آکر دنیا سے اختلاف مٹانے کے بجائے بقول خود ایک ''نیا فرقہ'' بنایا، مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو ''نیا فرقہ'' متعدد جگہ پر لکھا ہے، مثال کے طور پر اس نے انگریزی حکومت کو اپنی جماعت کی وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے لکھا تھا:

''مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 193)

''میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 195)

تو جو مسیح خود ''فرقہ جدیدہ'' اور ''نئے فرقہ'' کا موجد ہو، وہ فرقہ بندی کا خاتمہ کیسے کر سکتا ہے؟ نیز مرزا کے بعد اس کی اپنی جماعت کا قادیانی ولاہوری اور دیگر متعدد گروہوں میں تقسیم ہونا ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اگر وہ اصلی مسیح ہوتا تو کم از کم اس کی اپنی جماعت مختلف گروہوں میں تقسیم نہ ہوتی۔

(جاری ہے)

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوّت کے گلہائے رنگارنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات

جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب: شاہینِ ختمِ نبوّت

مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ — قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت

حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486